عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN
جلد:۲۹ | ۲۶/رجب تا ۳/شعبان ۱۴۳۱ھ مطابق ۹ تا ۱۵/ جولائی ۲۰۱۰ء | شمارہ:۲۶

دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

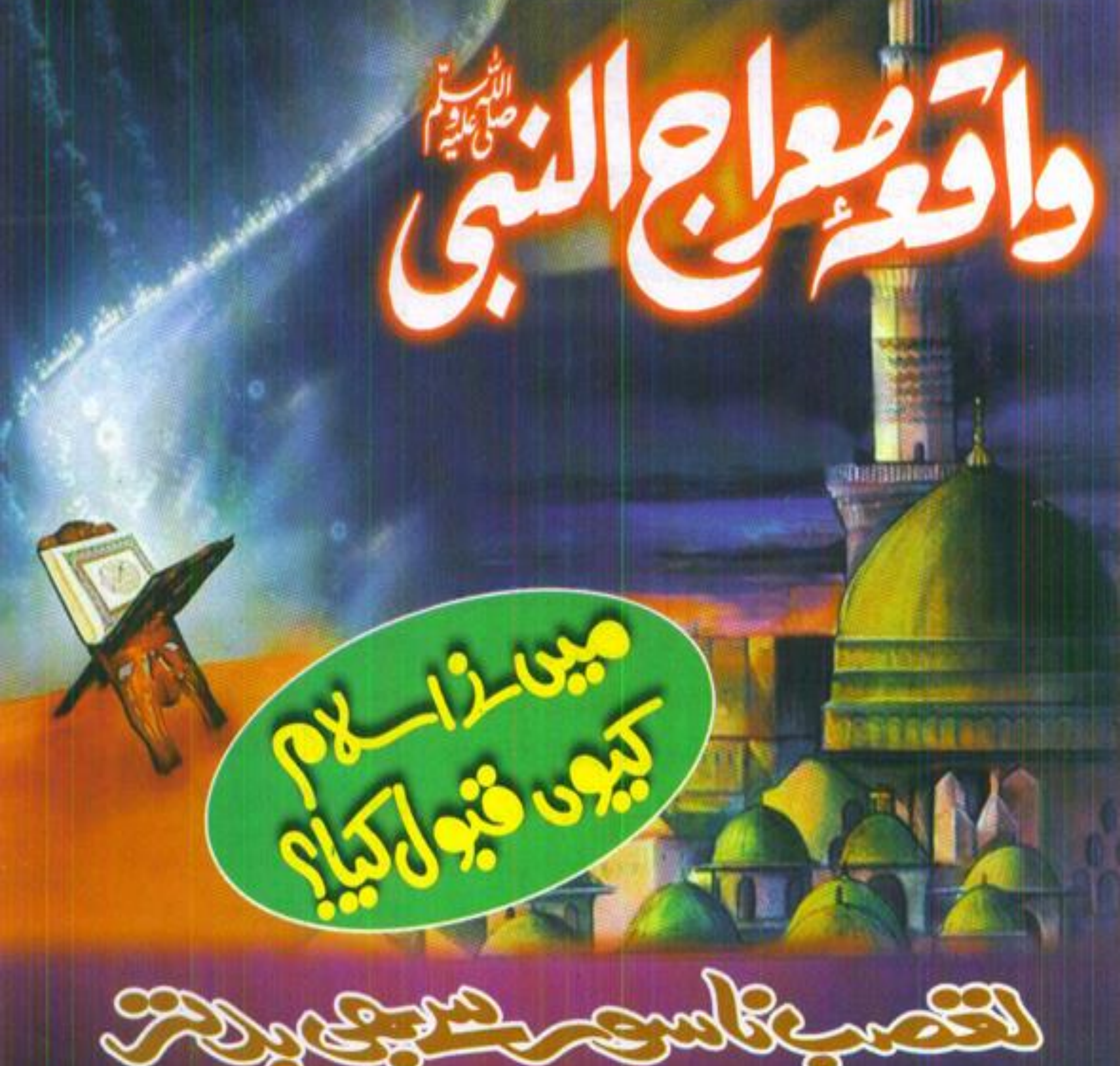

واقعۂ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟

تعصب ناسمجھی سے بھی بدتر

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

زید کا بکر سے مطالبہ جائز ہے

ایم خرم، کراچی

س:.....زید اپنے ایک معاملے میں پریشان تھا، بکر نے اسے کہا کہ اسے معاملے میں بشیر بھائی قابلِ بھروسا اور بااعتماد ہیں، تم ان سے رابطہ کرنا اور اس کام کے پیسے جو وہ ایڈوانس لیں گے، تم اس کی فکر مت کرو، میں اس کا ضامن ہوں اور تمہارا ایک روپیہ بھی کہیں نہیں جائے گا، ان کا اور میرا ہر وقت کا ساتھ ہے، زید نے بشیر بھائی کو پیسے دے دیئے اس گارنٹی پر جو بکر نے دی تھی، بشیر بھائی ایک عرصہ تک معاملہ ٹالتے رہے ایک سال گزر جانے کے بعد جب انہوں نے کام نہیں کیا تو زید نے بکر سے شکایت کی، دونوں نے مل کر بڑی مشکل سے آدھی رقم وصول کرلی، باقی رقم کے بارے میں بشیر بھائی نے کہا کہ وہ بعد میں ادا کردیں گے لیکن ان کی نیت خراب ہوگئی اور وہ بھاگ گیا، اب زید بکر سے کہتا ہے کہ تم ضامن تھے اور گارنٹی دی تھی، اب میرا باقی پیسہ تم دو، اگر بکر یہ رقم ادا کرے گا تو اسے نقصان ہوگا، کیا زید کے لئے رقم حلال ہوگا؟

ج:.....اگر بکر نے بشیر بھائی کی ضمانت دی تھی اور کہا تھا کہ اگر بشیر نے رقم نہ دی تو میں دوں گا تو زید کو اس رقم کا مطالبہ کرنا اور اس رقم کا لینا جائز ہے اور بکر پر اس کی ادائیگی لازم ہے۔

پاکستان سے ہجرت

آزاد بلوچ، مقبوضہ بلوچستان

س:.....بلوچستان رقبہ کے لحاظ سے پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے، لیکن ہمیشہ سے پسماندگی، محرومی، وسائل اور ساحل پر قبضہ اور فوجی آپریشن یہاں کی عوام کا مقدر رہا ہے، تاریخ بلوچستان کے مطابق پاکستان سے الحاق سے پہلے بلوچستان کے دو حصے تھے، ایک برٹش بلوچستان جو پاکستان کے ساتھ الحاق کا خواہشمند تھا اور دوسرا قبائلی بلوچستان تھا۔ ۱۹۵۸ء میں جب صدر ایوب خان نے زبردستی بلوچستان پر قبضہ کیا تو قبائلی بلوچ اس کے خلاف ہوئے، مشہور قبائلی و قوم پرست راہنما نواب نوروز خان نے پہاڑوں پر جاکر وطن کا دفاع کیا۔ ان کا کہنا تھا کہ وہ آزاد اور خود مختار رہیں گے، جبکہ صدر ایوب ان سے یہ آزادی چھیننا چاہتا تھا، کئی دنوں کے خون ریز آپریشن کے بعد حکومت نے انہیں ایک کتاب دکھائی اور کہا کہ: یہ اللہ کا کلام قرآن پاک ہے، لہٰذا پہاڑ چھوڑ کر نیچے آؤ، ہم یہ خون ریزی بند کریں گے۔ نواب سے یہ برداشت نہیں ہوا کہ قرآن نیچے ہو اور ہم اوپر، لہٰذا وہ ہتھیار ڈال کر اتر آئے لیکن حکومت نے بدترین بدعہدی کا مظاہرہ کیا اور انہیں اس کے بیٹوں سمیت گرفتار کیا اور کہا کہ وہ تو کوئی اور کتاب تھی، اس کے بعد اس کے بیٹوں کو سندھ اور پنجاب کے

مولانا سعید احمد جلال پوری شہید

عقوبت خانوں میں بدترین تشدد کا نشانہ بنایا اور ماورائے عدالت اس کے بیٹوں کو اس کے سامنے پھانسی دی گئی، نواب جیل ہی میں وفات پاگئے، اس کے بعد حال ہی میں نواب بگٹی بھی اسی طرح قتل ہوئے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ظالم اور قابض حکمران کے مظالم سے تنگ آکر ہجرت کرنا چاہئے یا مقابلہ؟ بلوچستان کے حالات کو مدنظر رکھ کر اور قرآن پاک کی سورۂ نساء کے رکوع ۱۱ کے پس منظر میں اس کا جواب دیں؟

ج:.....سوال یہ ہے کہ آزاد قبائل پاکستان سے الحاق کے کیوں مخالف تھے؟ کیا وہاں قرآن و سنت کا نظام نافذ تھا اور حکومت پاکستان اس کو ختم کرنا چاہتی تھی؟ اگر ایسا تھا تو ان کا آزاد رہنے کا مطالبہ جائز تھا اور اگر ایسا نہیں تھا تو ہر دو جانب برابر تھے کسی ایک جانب کو ترجیح دینا کوئی امر شرعی نہ تھا تو اس کے لئے لڑائی اور خون ریزی کا کیا جواز بنتا ہے؟ بہرحال آپ نے جو صورت حال لکھی یہ بدعہدی تھی اور بدعہدی کسی مسلمان کے لئے کسی صورت قابلِ قبول نہیں، بہرحال جو ہوا سو ہوا، اب پاکستان سے ہجرت کرنا کوئی امر شرعی نہیں ہے، یہاں رہ کر وطن کی تعمیر کی جائے اور یہاں سے بدی اور برائی کو مٹایا جائے۔ واللہ اعلم۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۹ ۲۶/رجب تا ۳/شعبان ۱۴۳۱ھ مطابق ۸ تا ۱۵/جولائی ۲۰۱۰ء شمارہ:۲۶

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین آرائش

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قادیانیوں کے عزائم!	۵	اداریہ
واقعہ معراج النبی ﷺ	۷	مفتی حبیب الرحمن لدھیانوی
تعصب ناسور سے بھی بدتر	۱۰	مفتی محمد شاہد
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ	۱۴	مولانا محمد یاسر حبیب
میر کارواں کی رحلت (۲)	۱۷	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟	۲۱	ڈاکٹر اسما علی
خبروں پر ایک نظر	۲۵	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک- ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

گزشتہ سے پیوستہ

قیامت کے حالات

حوضِ کوثر کے برتنوں کا بیان

''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مصلے پر تشریف لائے تو دیکھا کہ کچھ لوگ ہنس رہے ہیں، یہ دیکھ کر فرمایا: سنو! اگر تم لذتوں کو چور چور کرنے والی چیز کو کثرت سے یاد کیا کرتے تو وہ تم کو اس حالت میں مشغول نہ ہونے دیتی جو میں دیکھ رہا ہوں۔ پس لذتوں کو چور چور کرنے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو، کیونکہ قبر پر جو دن بھی گزرتا ہے وہ یہ بات ضرور کہتی ہے کہ میں بے وطنی کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں، پھر جب مؤمن بندہ اس میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس کو خوش آمدید کہنے کے بعد کہتی ہے کہ میری پشت پر جتنے لوگ چلتے تھے تو ان میں مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا، آج جبکہ تو میرے سپرد کیا گیا ہے اور مجھ تک پہنچا ہے تو تو دیکھ لے گا کہ میں تجھ سے کیسا اچھا برتاؤ کرتی ہوں اچنانچہ وہ اس کے لئے حدِ نظر تک کشادہ ہوجاتی ہے اور اس کے لئے جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

اور جب بدکار (یا فرمایا کہ: کافر) دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے کہ تیرا آنا نامبارک ہے، میری پشت پر جتنے لوگ چلتے تھے تو ان میں مجھے سب سے زیادہ ناپسند اور مبغوض تھا، آج جبکہ تو میرے حوالے کیا گیا ہے اور میرے پاس پہنچا ہے تو تو دیکھ لے گا کہ میں تجھ سے کیسا بُرا سلوک کرتی ہوں! پس قبر اس پر مل جاتی ہے یہاں تک کہ اس کو اس قدر بھینچ دیتی ہے کہ اِدھر کی ہڈیاں اُدھر نکل جاتی ہیں، (اس کو سمجھانے کے لئے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسری میں ڈالیں۔ اور اس پر ستر زہریلے سانپ مسلط کردیئے جاتے ہیں (یہ سانپ اس قدر زہریلے ہیں کہ) اگر ان میں سے ایک زمین میں پھونک مارے تو رہتی دُنیا تک زمین پر کوئی سبزہ نہ اُگے، پس وہ سانپ اسے ہمیشہ نوچتے اور کاٹتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ اسے قیامت کے دن حساب کے لئے پیش کیا جائے گا۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔'' (ترمذی ج:۲ ص:۶۹)

اس حدیث پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنسنے پر نکیر فرمائی، کیونکہ ہنسنا اکثر و بیشتر غفلت سے ہوتا ہے، اس لئے لذتوں کو توڑنے والی ہولناک چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کرنے کا حکم فرمایا کہ یہ مرضِ غفلت کا تریاق ہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر اور برزخ کے اَحوال بیان فرمائے ہیں، قبر کا عذاب وثواب برحق ہے اور اس سلسلے کی احادیث معنیً متواتر ہیں، اس لئے قبر کے ثواب و عذاب کا عقیدہ اہلِ حق کے عقائد میں شامل ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کیسی دقیق تربیت فرماتے تھے۔

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں (بالا خانے میں) داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی سے بنی ہوئی چارپائی پر تکیہ لگائے ہوئے ہیں، پس میں نے چٹائی کے نشانات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک میں دیکھے۔ اور حدیث میں طویل قصہ ہے۔''

(ترمذی ج۲ ص۶۹)

یہ طویل قصہ ہے، جس کی طرف حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ فرمایا ہے، ایلاء کا مشہور واقعہ ہے جو صحاح ستہ میں مذکور ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن سے ایک مہینے تک الگ رہنے کی قسم کھالی تھی، لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی (غالباً منافقوں نے بے پَر کی اُڑائی ہوگی) کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات کو طلاق دے دی ہے۔ ان دنوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام ایک بالا خانے میں تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی تحقیق کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور طلاق کا دریافت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفی میں جواب دیا۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنکوں سے بنی ہوئی چارپائی پر لیٹے ہوئے ہیں، چارپائی پر بچھونا بھی نہیں جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلوئے مبارک پر نشان پڑگئے ہیں، سرہانے چمڑے کا ایک تکیہ ہے، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی ہے، میں نے سلام کیا اور کھڑے کھڑے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ نے بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نظرِ مبارک میری طرف اُٹھاتے ہوئے فرمایا: نہیں! میں نے (اس پر خوشی کے مارے) تکبیر کہی۔''

(صحیح بخاری ج:۲ ص:۷۸۱)

(جاری ہے)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

اداریہ

قادیانیوں کے عزائم!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات عالی پر اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کے اس مبارک سلسلہ کو کامل و مکمل اور تمام فرمادیا، اب قیامت تک کسی نئے نبی و رسول کو مبعوث نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ کتاب، آخری کتاب اور آپ کی امت آخری امت ہے۔ یہ عقیدہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے جس پر ایمان لائے بغیر کوئی انسان مسلمان نہیں ہو سکتا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے ختم نبوت کا انکار کر کے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرتے ہوئے اپنے آپ کو ''بعینہ محمد رسول اللہ'' بلکہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل قرار دیا۔ اپنی بیویوں کو ''امہات المومنین'' اور اپنے ماننے والوں کو ''صحابہ'' کا درجہ دیا۔ علمائے امت اور مسلمانوں کو غلیظ گالیوں سے نوازا اور اپنے مخالفین کو پکے کافر اور کنجریوں کی اولاد کہا۔ انبیاء کرام علیہم السلام جیسی برگزیدہ ہستیوں کی شان اقدس میں گستاخیاں کیں، شعائر اسلام کا مذاق اڑایا اور اسلامی اصطلاحات کو اپنی جماعت پر لاگو کیا۔

پاکستان کی قومی اسمبلی نے ۷/ستمبر ۱۹۷۴ء کو متفقہ طور پر قادیانیوں کے دونوں گروہوں (قادیانی اور لاہوری گروپ) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا مگر قادیانیوں نے اس قانون سے بغاوت کرتے ہوئے پارلیمنٹ کے فیصلہ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اسلامی اصطلاحات استعمال کرتے ہوئے اپنے آپ کو بدستور مسلمان کہلوانے پر اصرار اور آئین و قانون کا منہ چڑاتے رہے۔ ان کی اس قانون شکنی کی روک تھام کے لئے صدر جنرل ضیاء الحق مرحوم نے ۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کو امتناع قادیانیت آرڈی نینس نافذ کیا۔ جس کے تناظر میں منکرین ختم نبوت اور آئین پاکستان کے باغیوں کو شعائر اسلام اور اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے سے روک دیا گیا۔

لاہور کے حالیہ واقعات کی آڑ میں اب قادیانیوں نے دوبارہ اپنے پر پرزے نکالنے شروع کر دیئے اور حکومت پاکستان سے ملاقاتوں، مراسلوں اور خفیہ سازشوں کے ذریعے کہا جا رہا ہے کہ امتناع قادیانیت آرڈی نینس کو منسوخ کیا جائے لیکن انشاء اللہ ناموس رسالت کے پروانے اور نگہبان، قادیانیوں کے ان تمام ہتھکنڈوں اور سازشوں کو ناکام بنا کر دم لیں گے۔ قادیانیوں کی ان تمام ناکام تدبیروں کی خبر ملاحظہ ہو:

''لندن (خبر نگار خصوصی) جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا مسرور احمد امتناع قادیانیت آرڈی نینس میں تبدیلی کے لئے سرگرم ہو گئے ہیں۔ صدر آصف علی زرداری کے نام پیغام میں امتناع قادیانیت آرڈی نینس مجریہ ۱۹۸۴ء پر نظر ثانی کی درخواست کی گئی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ برطانیہ میں تعینات پاکستانی ہائی کمشنر واجد شمس الحسن نے وزارت خارجہ کی خصوصی اجازت سے جماعت احمدیہ کے سربراہ سے ملاقات کی تھی۔ ایک گھنٹے سے زائد ہونے والی اس ملاقات کو جماعت احمدیہ کے کسی بھی سربراہ سے پہلا باضابطہ حکومتی رابطہ قرار دیا جا رہا ہے۔ ملاقات میں مرزا مسرور نے پاکستان میں قادیانیوں سے ''امتیازی سلوک'' کی شکایات پر مبنی ایک تحریری یادداشت بھی دی ہے۔ ہائی کمشنر نے اس ملاقات سے متعلق رپورٹ حکومت کو بھجوا دی ہے۔ باخبر ذرائع کا دعویٰ ہے کہ برطانیہ میں تعینات پاکستانی ہائی کمشنر واجد شمس

احسن کی جماعت احمدیہ کے سربراہ سے ملاقات اور تعزیت کا فیصلہ حکومت کی پیشگی منظوری کے ساتھ ہوا۔ اس ملاقات میں جو ایک گھنٹہ سے زائد دیر تک جاری رہی کے لئے پاکستانی ہائی کمشنر خود جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزا مسرور سے ملاقات کے لئے ساؤتھ ویسٹ لندن کے علاقے میرٹن پہنچے۔ اس ملاقات کے حوالے سے ذرائع کا کہنا ہے کہ یہ جماعت احمدیہ کے سربراہ سے حکومت پاکستان کی کسی بھی اہم شخصیت کا پہلا باضابطہ رابطہ ہے۔ اس سے قبل نچلی سطح پر غیر اعلانیہ ملاقاتیں ہوتی رہی ہیں۔ جماعت احمدیہ کے پاکستان میں نمائندے مرزا غلام احمد سے گزشتہ روز گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے بھی ملاقات کی تھی۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ لندن ملاقات کا مقصد لاہور میں ہونے والے واقعہ کے حوالے سے حکومت کی جانب سے افسوس کا اظہار تھا۔ اس ملاقات میں جماعت احمدیہ کے سربراہ دیگر عہدیداروں کے ساتھ موجود تھے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ جماعت احمدیہ کی پیش کردہ یادداشت میں اس قانون پر نظر ثانی اور اس میں موجود شقیں ختم کرنے پر زور دیا گیا، جن کے تحت قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال سے روکا گیا ہے۔ واضح رہے کہ اس قانون کے تحت قادیانی اپنے کفریہ عقائد کی بنیاد پر اپنی عبادت گاہوں کو مساجد قرار نہیں دے سکتے۔ اس قانون کے اطلاق کے بعد تعزیرات پاکستان میں دفعہ ۲۹۸ بی کا اضافہ کیا گیا ہے، جس کی رو سے قادیانی گروپ لاہوری گروپ کے کسی بھی ایسے شخص کو جو زبانی یا تحریری طور پر یا کسی فعل کے ذریعے مرزا غلام احمد قادیانی کے جانشینوں یا ساتھیوں کو امیر المومنین یا صحابہ یا اس کی بیوی کو ام المومنین یا اس کے خاندان کے افراد کو اہل بیت کے الفاظ سے پکارے یا اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہے، اسے حکومت اس اقدام پر تین سال کی سزا اور جرمانہ عائد کر سکتی ہے، جبکہ اس طرح اسی دفعہ کی رو سے قادیانی گروپ، لاہوری گروپ یا احمدیوں کے ہر اس شخص کی بھی یہی سزا ہوگی جو اپنے ہم مذہب افراد کو عبادت کے لئے جمع کرنے یا بلانے کے لئے اس طرح کی اذان کہے یا اس طرح کی اذان دے، جس طرح کہ مسلمان دیتے ہیں جبکہ دفعہ ۲۹۸ سی کی رو سے دونوں گروپوں میں سے ہر ایسا شخص جو بالواسطہ یا بلاواسطہ طور پر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے اور اپنے عقیدے کو اسلام کہے یا اپنے عقیدے کی تبلیغ کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی انداز میں مسلمانوں کے جذبات مشتعل کرے، اس سزا کا مستحق ہوگا جبکہ اسی آرڈی نینس کے قانون فوجداری ۱۸۹۸ء کی دفعہ ۱۹۹اے میں بھی ترمیم کی گئی کہ جس کی رو سے صوبائی حکومتوں کو یہ اختیار مل گیا ہے کہ وہ ایسے اخبار، کتاب اور دیگر دستاویز کو جو کہ تعزیرات پاکستان میں اضافہ شدہ دفعہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شائع کی گئی کو ضبط کر سکتی ہے۔ ذرائع کا دعویٰ ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کے واقعہ کی بنیاد پر حاصل ہونے والی ہمدردیوں کو کیش کرنے کے لئے سرگرم ہے اور اس کے سربراہ کی جانب سے جماعت احمدیہ کو سماجی و فلاحی بنیادوں پر اعلانیہ سرگرمیوں کے آغاز کی اجازت دلانے کے لئے حکومت پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے جبکہ اس باضابطہ سرکاری سطح پر ہونے والی ملاقات کے ذریعے صدر زرداری تک جماعت احمدیہ کے تحفظات پہنچائے گئے ہیں۔''

(روزنامہ امت کراچی، ۱۱/ جون ۲۰۱۰ء)

مرزا قادیانی کی ذریت، ان کے ہم نوا، قادیانیت نواز کالم نگار اور قادیانیت کے غم میں رات دن گھلنے والے ٹی وی اینکرز مسلم امہ کی غیرت وحمیت کا مزید امتحان نہ لیں۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اس گئے گزرے دور میں بھی محبوب خدا، محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی وامی) کی عزت و ناموس اور عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کا بچہ بچہ قربان ہونے کے لئے تیار ہے۔ قادیانیوں کو کھلم کھلا اور سرعام ارتدادی سرگرمیوں کی اجازت دینا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت اور آپؐ سے محبت وعقیدت کے ناتہ کو توڑنے کے مترادف ہے۔ ہم گزارش کریں گے کہ تمام دینی و مذہبی جماعتوں کے قائدین اور ذمہ داران اپنے اختلافات کو پس پشت ڈال کر پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کی حفاظت کے لئے دشمنان اسلام کے سامنے سد سکندری بن جائیں، یہود و نصاریٰ اور منکرین ختم نبوت کے عزائم خاک میں ملادیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

آقا تیری معراج کہ تو لوح و قلم تک پہنچا!

واقعۂ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی

مفہوم معراج:

معراج کے معنی اوپر چڑھنے اور بلندی پر جانے کے ہیں، جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عرج بی الی السماء'' کہ مجھے آسمان کی طرف لے جایا گیا۔ اس لئے اسے معراج کہا گیا ہے۔ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر کو اسراء اور مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک کے سفر کو معراج کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معجزانہ اور پیغمبرانہ سفر سیر اور معراج کہلاتا ہے، چونکہ یہ سفر رات کے کسی حصہ میں پیش آیا، اس لئے اس کو سیر سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ معراج کے معنی سیڑھی کے بھی ہیں۔ ایک روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسجد اقصیٰ سے ایک بہشتی سیڑھی لائی گئی جس کے ذریعے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم آسمان پر تشریف لے گئے۔ یہ واقعہ رجب کی ۲۷ ویں شب کو ہجرت سے ۳ سال قبل پیش آیا۔ بعض کے نزدیک نبوت کے بارہویں سال یعنی ہجرت سے ایک سال قبل پیش آیا۔

سفر معراج:

حضرت انس بن مالکؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں مکہ میں اپنے گھر میں (سویا ہوا) تھا اچانک چھت کھلی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ معتبر روایات کے مطابق حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر سے سفر معراج کا آغاز ہوا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حکم خداوندی کے مطابق دروازہ کا راستہ اختیار کرنے کی بجائے چھت کا راستہ اختیار کیا۔ چھت کا کھولا جانا اس بات کی علامت تھی کہ کوئی مافوق العقل واقعہ رونما ہونے والا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوذر غفاریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیلؑ نے میرا سینہ چاک کرکے آب زمزم سے دھویا پھر وہ سونے کا ایک طشت لائے جو ایمان وحکمت سے بھرا ہوا تھا، اس کو میرے سینے میں الٹ دیا گیا اور پھر میرے سینے کو ملا کر برابر کردیا گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر چار بار کیا گیا:

(۱) پہلی مرتبہ شق صدر کا واقعہ دوران رضاعت حضرت حلیمہ سعدیہؓ کے ہاں پیش آیا۔

(۲) آغاز جوانی میں، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۲۰ سال تھی۔

(۳) غار حرا میں جب نبوت کا تاج پہنایا گیا۔

(۴) شق صدر سفر معراج سے قبل کیا گیا۔

(تفسیر ابن کثیر، بخاری ومسلم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شق صدر کے بعد سواری کے لئے سفید رنگ کا ایک جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے اونچا تھا۔ اس کا نام براق تھا، جمہور علما، فقہا، محدثین و متکلمین اور صوفیاء کے نزدیک یہ سفر عالم بیداری میں جسم وروح کے ساتھ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک پھر مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک اور پھر آسمانوں سے خاص خاص مقامات جہاں اللہ نے چاہا کرایا گیا۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار جارہے تھے کہ راستے میں ایک بڑھیا نے آپ کو آواز دی۔ حضرت جبرائیلؑ نے عرض کیا کہ اس کا جواب نہ دیں اور آگے چلیں، کچھ دور جاکر ایک بوڑھا نظر آیا، اس نے بھی آپ کو آواز دی، حضرت جبرائیلؑ نے پھر عرض کیا کہ اس کا بھی جواب نہ دیں اور آگے چلیں، پھر کچھ فاصلہ پر چل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جماعت پر سے گزر ہوا، آپ کو السلام علیک یا اول، السلام علیک یا آخر، السلام علیک یا حاشر کہا۔

حضرت جبرائیلؑ نے بتلایا کہ بوڑھی عورت دنیا تھی اور بوڑھا مردود شیطان تھا اور وہ جماعت جنہوں نے آپ کو سلام کیا وہ آپؐ کے جد امجد حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام تھے۔

حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا کہ بوڑھی عورت جو زرق برق لباس اور زیور پہنے ہوئے تھی آپ کو دھوکا دینا چاہتی تھی، اگر آپ اس کی طرف متوجہ ہوجاتے تو آپؐ کی پوری امت گمراہ ہوجاتی اور بوڑھا شخص شیطان لعین تھا جو آپ کی طرف آگ کے شعلے پھینکتے ہوئے چلے آرہا تھا، حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا یہ شیطان لعین آپ کے خیال کو پریشان کرنا چاہتا تھا۔

صدقہ وخیرات کرنے کا بدلہ:

دوران سفر آپؐ نے دیکھا کہ کچھ لوگ کھیتی باڑی کرتے ہیں، ادھر ہل چلایا دانہ ڈالا، پانی دیا، فوراً

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

کھیتی بڑی ہو جاتی ہے، اسی وقت کاٹ لی جاتی ہے، غلے کا ڈھیر لگ جاتا ہے، آپؐ نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون خوش قسمت لوگ ہیں؟ جن کو اتنی جلدی اتنا بڑا بدلہ مل جاتا ہے؟ تو حضرت جبرائیلؑ نے جواب دیا کہ یہ لوگ اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے والے ہیں کہ آخرت میں بھی ان کو اسی طرح بدلہ ملے گا۔

بے نمازیوں کا انجام:

کچھ آگے جا کر آپؐ نے دیکھا کہ ایک قوم ہے، جن کو زمین پر چت لٹا کر ان کے سروں کو بڑے وزنی پتھروں سے کچلا جاتا ہے، وہ پھر صحیح ہو جاتے ہیں ان کو پھر اسی طرح کچل دیا جاتا ہے، آپؐ نے پوچھا جبرائیلؑ یہ کون لوگ ہیں، جن کو ایسی سخت سزا دی جاری ہے؟ حضرت جبرائیلؑ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ بے نمازی ہیں۔

زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کی سزا:

ایک مقام پر آپؐ نے دیکھا کہ کچھ لوگ جنگل کی گھاس، کانٹے، پتھر اور انگارے سب کچھ کھا رہے ہیں، مگر پیٹ نہیں بھرتا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ اے جبرائیلؑ یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا کہ حضورؐ یہ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے لوگ ہیں ان کو قیامت تک یہی سزا ملے گی۔

بدکاروں کا انجام:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ ایسے لوگوں کو دیکھا جو عمدہ پکا ہوا گوشت چھوڑ کر کچا اور بدبودار گوشت کھا رہے ہیں۔ دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حلال طریقہ چھوڑ کر حرام کاری اور بدکاری کرتے تھے، اپنی حلال بیویاں چھوڑ کر بدکاری کرتے تھے، اب ان کو قیامت تک یہی سزا ملتی رہے گی۔

سودخوروں کی سزا:

جب آپ کی سواری آگے چلی تو آپؐ نے ایک گروہ دیکھا جن کے پیٹ برج کی طرح اونچے اونچے اور شیشے کی طرح صاف شفاف تھے، اس پیٹ کے اندر سانپ، بچھو بھرے ہوئے تھے، جب وہ اٹھنا چاہتے تو اٹھ نہ سکتے تھے، ایک ڈراؤنی شکل کا گھوڑا ان کے پیٹ کو کچلتا ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ چیختے ہیں۔ آپؐ نے پوچھا جبرائیلؑ یہ کون لوگ ہیں؟ عرض کیا حضورؐ! یہ سودخور لوگ ہیں جو قیامت تک اس عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

یتیموں کا مال کھانے والے:

کچھ دور جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں جن کے منہ اونٹوں کی طرح ہیں، فرشتے ان کے منہ کو چیر کر ان میں انگارے ڈالتے ہیں، انگارے ان کے حلق سے اتر کر فوراً پاخانے کے راستے باہر نکل جاتے ہیں، اس سے ان کو سخت تکلیف ہوتی ہے اور چیختے ہیں، آپؐ نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ بتلایا گیا کہ یہ لوگ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں۔

غیبت کرنے والوں کی سزا:

آگے چل کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ کچھ لوگوں نے ایک شخص کو پکڑ رکھا ہے اور خود اس کے پہلو کا گوشت کا ٹکڑا کاٹ کر اس کو دیتے ہیں اور اسے کہتے ہیں کہ اس کو کھا اور زبردستی اس کو کھلاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ حضرت جبرائیلؑ نے بتلایا کہ یہ اپنے مسلمان بھائیوں کی غیبت کرنے والا شخص ہے، اس کو قیامت تک یہی سزا ملتی رہے گی۔

بیت المقدس آمد اور امامت:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمام مناظر دیکھتے ہوئے بیت المقدس پہنچے، جس میں تمام انبیاء علیہم السلام موجود تھے، حضرت جبرائیلؑ نے بیت المقدس میں اذان دی، آسمان سے قطار در قطار فرشتے نازل ہونا شروع ہو گئے، اب امامت کون کرائے؟ حضرت جبرائیلؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑ کر آپ کو امامت کے لئے آگے بڑھا دیا، چنانچہ امام الانبیاءؐ نے سارے نبیوں کی امامت کروائی۔

ساتویں آسمان کی سیر:

بیت المقدس سے براق کے ذریعے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کی طرف لے جایا گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالیہ میں دو پیالے پیش کیے گئے، ایک پیالہ دودھ کا اور ایک پیالہ شراب کا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ کے پیالے کو قبول فرمایا اور شراب کے پیالے کو رد فرما دیا۔ حضرت جبرائیلؑ نے عرض کیا: آپؐ نے درست کیا اگر خدانخواستہ آپؐ شراب کا پیالہ لے لیتے تو آپؐ کی پوری امت شراب میں پڑ جاتی۔ آپؐ نے فطرت کو پسند فرمایا کہ دودھ فطرتی غذا ہے۔

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتوں آسمانوں پر لے جایا گیا اور ہر آسمان پر برگزیدہ انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کا شرف بخشا گیا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس آسمان پر تشریف لے جاتے انبیاءؑ آپؐ کا استقبال کرتے ہوئے آپ کی مدح اور تعریف کرتے، نیک بخت اور پیغمبر صالح کے الفاظ بول کر خوش آمدید کہتے، پہلے آسمان پر حضرت آدم علیہ السلام، دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام، تیسرے آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام، چوتھے آسمان پر حضرت ادریس علیہ السلام، پانچویں آسمان پر حضرت ہارون علیہ السلام، چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

سدرۃ المنتہیٰ:

اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سدرۃ
تہیٰ کی طرف چلے، حضرت جبرائیل سردار ملائکہ نے
ں مقام پر پہنچ کر رک گئے، آگے قدم نہیں بڑھایا،
ضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبرائیل تم میرا
اتھ کیوں چھوڑ رہے ہو؟ حضرت جبرائیل نے عرض
یا: یارسول اللہ! اس مقام سے ایک قدم بھی بڑھاؤں
ا تو تجلیات الٰہی میرے بال و پر جلا دے گی۔ اس کے
عد آپ نے ۷۰ ہزار پردے طے کئے، جن میں سے
ر ایک پردہ پانچ سو سال کی مسافت کا تھا اور عرش الٰہی
کے قریب پہنچے۔ چنانچہ آپ وہاں پہنچنے کے بعد سجدہ
میں گر گئے۔ ارشاد خداوندی ہوا: اے محمد! میرے لئے
کیا لائے ہو؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا:
"التحیات للّٰہ والصلوٰۃ والطیبات" ساری
بدنی، مالی، زبانی عبادتیں آپ کے لئے ہیں۔ اس پر
اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "السلام علیک ایھا النبی
ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ السلام علینا وعلیٰ
عبادہ اللّٰہ الصالحین۔"

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
واقعہ معراج کے دوران جنت ودوزخ اور آخرت
کے احوال و واقعات کے مناظر دکھائے اور اپنے
دیدار کا شرف بھی بخشا۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے اپنے
محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ کے طور پر پچاس نمازیں
عنایت فرمائیں، بعد میں جن میں تخفیف کرکے پانچ
نمازیں کردی گئیں اور امت محمدی کو یہ شرف بخشا کہ
اے پیغمبر! تیرے امتیوں کے لئے معراج نماز ہے،
"الصلوٰۃ معراج المومنین۔"

حق تعالیٰ شانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
طفیل اپنی فرمانبرداری اور اتباع نصیب فرماکر آخرت
میں ہمیں اپنا دیدار نصیب فرمائے۔ آمین۔ ☆☆☆

مولانا سعید احمد جلال پوری شہیدؒ شاہ بلوط کے درخت کی مانند تھے: دیرینہ ساتھی کے تاثرات

محترم جناب واجب القدر جناب مدیر صاحب
(دفتر ختم نبوت)
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد از تسلیمات عرض ہے کہ ایک ساتھی کی
زبانی بحوالہ ریڈیو خبرنامہ نے حضرت مولانا سعید احمد
جلال پوری کی شہادت کی خبر سنائی، مگر پشتو زبان کی
وجہ سے پوری طرح معلوم نہ کرسکا، صبح سویرے
ٹانک شہر آیا معلومات کے لئے کیونکہ ہمارے ہاں
حالات خراب ہونے کی وجہ سے موبائل فون وغیرہ
بند ہیں، کافی کوشش کی فون ملانے کی مگر فون پر رابطہ
نہ ہوسکا، آخر دل کو تسلی دینے لگا کہ شاید یہ لڑکا غلط
سمجھا ہو، مگر جب ماہنامہ "البلاغ" پہنچا تو خبر کی
تصدیق ہوئی کہ میرے بڑے بھائی حضرت سعید
احمد صاحب درجہ شہادت پر فائز ہوچکے ہیں، جب
یہ المناک خبر پڑھی تو پھر کیا تھا دل بیٹھ گیا، آنکھوں
میں اندھیرا چھا گیا، ایک صدمہ تھا جو اعصاب شکن
تھا، اب میں کہاں اور کس سے کہوں گا کہ ہمارے
سر پر سرپرستی کا ہاتھ رکھیں؟ یقیناً حضرتؒ ہمارے
مدرسے کے سرپرست تھے۔

اس قحط الرجال میں مولانا سعید احمد جلال
پوری شہیدؒ ایک شاہ بلوط کے درخت کی مانند تھے۔
افسوس کہ ملت اسلامیہ بالعموم اور اہل پاکستان
بالخصوص ایک ایسی عظیم ہستی سے محروم ہوگئے ہیں جو
اس پرفتن دور میں تحریک ختم نبوت اور خدمت دین
میں اپنی مثال آپ تھے، جب بندہ حضرت سے
ملنے جاتا تو اکثر مجھے کہا کرتے تھے کہ تم ڈرپوک ہو
سرحدی تو ایسے نہیں ہوتے، یاد رکھو تم شہادت کی تمنا
کبھی نہ کرنا نہ تم شہادت پاسکو گے اور میں تم جیسا
ڈرپوک نہیں، دیکھنا انشاء اللہ میں شہادت پاؤں گا،
یقیناً وہ اپنی تمنا میں صادق تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں
سچا کر دکھایا۔

اس مرتبہ رمضان شریف میں بندہ مدرسہ
کے سلسلے میں کراچی گیا تو حضرت کی خدمت میں
بھی حاضر ہوا، کچھ مشورے وغیرہ تھے تو عصر کی نماز
کے بعد سب اہل مجلس کو حضرتؒ فرمانے لگے کہ یہ
میرا پرانا ساتھی ہے (یعنی مسجد راہ گزر شاہ فیصل
کالونی و مسجد رحمانیہ پاپوش نگر ناظم آباد میں میرے
ساتھ موذن و خادم تھا) اور خاص کر یہ جملہ: یہ
سرحدی مگر ہے بڑا ڈرپوک، ہنستے ہوئے فرمایا۔

بہرحال وہ ایک عظیم انسان تھے اور ایک
عظیم الشان مشن کو انہوں نے سنبھالا ہوا تھا، اس
مشن میں انہوں نے نہ اپنی صحت و جان کی پروا کی
اور نہ ہی مال واولاد کی پروا کی۔

اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے اخلاص اور جہاد و
شہادت اور بیٹے کی قربانی و شہادت کو قبول
فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

"بلیٰ من اسلم وجھہ للّٰہ
وھو محسن فلہٗ اجرہٗ عند ربہ
فلا خوف علیھم ولا ھم
یحزنون۔"

فضل الرحمٰن بدرکی عفا اللہ عنہ
خادم القرآن جامعہ اسلامیہ تیکسن چکوڑ،
ضلع ٹانک، سرحد

تعصب ناسور سے بھی بدتر

مفتی محمد شاہد بجنور

الحمد للہ رب العالمین

والصلوٰۃ علیٰ سید الثقلین والمرسلین اما بعد!

اس موضوع پر لکھتے ہوئے قلب و دماغ مجتمع نہیں اور قلم بھی کچھ لرزش محسوس کر رہا ہے، ذہن ماؤف تو انگلیاں بھی ساتھ چھوڑنے کی کوشش کر رہی ہیں، لیکن جب قرآن حکیم، حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ عمل اور جہد پیہم، اسلاف و اکابر صالحین و خدا ترس حضرات کا شیوہ و تصور بدیہی کی طرح دیکھتے ہیں تو قلب مضطر کو بے کلی سے اطمینان حاصل ہوتا ہے، لیکن آپ سوال کر سکتے ہیں کہ طفل مکتب صاحب کیوں آپ گھبرا رہے ہیں اور کیا آپ کو ضرورت محسوس ہوئی کہ اس مموم بلوٰی حاصل کر چکے تعصب پر آپ لکھ رہے ہیں تو بندۂ بے بضاعت یہی جواب دے گا کہ قلم کی لرزش، قلب و دماغ کی گھبراہٹ بے معنی نہیں، نامعلوم کتنے حضرات کی دستار اچھلتی نظر آئے گی، تقویٰ و ورع کا بھرم راز سربستہ ٹوٹتا پھوٹتا نظر آئے گا، نہ جانے کتنی مقدس ہستیاں اس حمام میں عریاں نظر آئیں گی، کتنے مقبول و محبوب و معروف لیڈران کی فلک بوس سیاست زمین بوس ہوتی نظر آئے گی، کتنے صاحب تصنیف و تالیف حضرات کی شخصیت مجروح ہوتی نظر آئے گی، کتنے جمہوریت کے علم بردار و مساوات کے داعی جھوٹے نظر آئیں گے۔

غرض قلم قاتل تو اہل تقدس مقتول ہو جائیں گے ورنہ ہر ایک پر واضح رہے کہ ان کی نظر میں بیچارہ قلم اور صاحب مضمون ہدف ملامت بن جائے گا، لیکن ”تخف فی اللّٰہ لومۃ لائم“ پر عمل پیرا ہونے کی اللہ تعالیٰ ہر ایک کو توفیق عطا فرمائے اور ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ اسی تعصب کی وجہ سے لاکھوں لوگ بیروزگار تو ہزاروں حضرات جن عہدوں کے لائق ہیں ان سے وہ محروم ہیں۔

بُرا ہو اس تعصب کا، نہ جانے کتنے لائق عہدوں پر نااہل براجمان ہیں اور لائق حضرات خاک چھانتے پھر رہے ہیں۔ قرآن و احادیث میں اس تعصب کی بہت بُرائی بیان کی گئی ہے۔ تعصب کے لغوی و اصطلاحی معنی یہ ہیں: ”تعصّب“ پٹی باندھنا، تعصب سے کام لینا۔ ”تعصّب علیہ“ مقابلہ کرنا اور عصبیت دکھلانا ”العَصَبِیَّۃ“ دھڑے بندی ”العَصَبِی“ تعصب کی وجہ سے ظلم میں قوم کی مدد کرنے والا۔

”التعصّب“ دلیل ظاہر ہونے کے بعد بھی حق قبول نہ کرنا المنجد/۶۵۱ حق بات کی دلیل ظاہر ہوتے وقت حق قبول نہ کرنا قواعد الفقہ/۲۳۱ وکذا فی رد المختار ۱/۲۲۲، مشکوٰۃ/۴۱۸۔

اس منحوس تعصب کی وجہ سے خشکی و تری میں، ہفت اقلیم میں، عرب و عجم میں ایک فساد عظیم برپا ہے، کتنے انصاف کے طالب نام نہاد عدالتوں کے چکر کاٹتے کاٹتے لقمۂ اجل ہو گئے، لیکن ان کو انصاف نہ مل سکا، آزادی کی انتظار میں انسانیت سسک رہی ہے ان کو آزادی نصیب نہیں ہوئی، اس تعصب کی چنگل میں انسانیت ایسی پھنسی ہوئی ہے کہ سسک سسک کر دم توڑ رہی ہے لیکن انسانوں کو انسانیت نصیب نہیں ہوئی، اسلام ایک ایسا منفرد و یکتا مذہب حق ہے جس نے تعصب کی مضبوط دیواروں کو ہلا دیا اور منظم نظام حیات انسانیت کو بخشا اور انسانیت کی بقا اسلام ہی کی مرہون ہے جس نے انسانیت کو حیوانیت و درندگی، ظلم و استبداد و تعصب و عصبیت سے باہر نکال کر جینے کا حق دیا اور صالح معاشرہ فراہم کیا اور حق و باطل ہدایت اور گمراہی کے درمیان ایک خلیج قائم کی رب ذوالجلال نے بڑے عمدہ پیرائے میں ایک جامع سبق انسان کو دیا ہے۔ فرمایا:

”یایھا الناس انا خلقنکم من ذکر وانثیٰ وجعلنکم شعوباً وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم ان اللّٰہ علیم خبیر۔“

ترجمہ: ”اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت (آدم و حوا) سے بنایا اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا (محض اس لئے کیا) تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سب سے بڑا شریف وہ ہے جو سب زیادہ پرہیزگار ہو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا اور پوری خبر رکھنے والا ہے۔“

اس آیت کریمہ میں جن چیزوں کا ذکر ہے ان سے تمام طرح کی عصبیت کی بیخ کنی ہو جاتی ہے، تعصب کی کئی شاخیں ہیں، حسبی و نسبی تعصب، قبیلہ پرستی و ذات برادری کی عصبیت، لسانی و وطنی عصبیت،

ملکی وقومی عصبیت، علاقائی وقومی عصبیت، مالداری و کثرتِ اولاد کی وجہ سے تفاخر وتعاظم اور غیروں کو حقیر و ذلیل سمجھنے کا جذبہ ان ہی تمام عوارض قبیحہ کی وجہ سے موجزن ہوتا ہے، ان تمام تر خرابیوں اور بیماریوں میں سب سے قبیح حسبی ونسبی تعصب ہے، اس کے بعد قبیلہ پرستی وذات برادری کا تعصب ہے، حسب ونسب کا تعصب تو اتنا شدید تھا کہ جو لوگ اپنے کو بزعم خود اونچا سمجھتے تھے اور جو برادریاں اپنے کو بہت اونچا و بے نظیر سمجھتی تھیں، ان کی نظر میں ان کا غیر انسانیت کے مراتب حاصل کرنے کا حق دار نہیں ہوتا تھا، لیکن یہ برادریاں ہندوستان میں برہموں وآریوں وآچاریوں کی ہوتی تھیں جن کی عبادت گاہوں میں دوسرے کو داخلہ کی اجازت نہ تھی جبکہ علی الصباح نیچ برادری کے کسی فرد کا گزر اس کے سامنے سے ہو جاتا تھا تو اس کو بدشگونی خیال کرتے تھے اور اس بیچارہ کو غلیظ گالیوں سے نوازا جاتا تھا وہ بیچارہ خاموشی سے گزر جاتا تھا، افسوس یہ بیماریاں مسلمانوں میں بھی داخل ہوئیں کیونکہ یہ مسلمان بھی تو آباؤ اجداد کے اعتبار سے ہندی ہیں آبائی واجدادی اثر ختم نہ ہو سکا اور ان مسلمانوں کا ذہنی فاسد مادہ بھی یہی رہا کہ وہ خاندان و برادری کے لوگ جو اونچے حسب ونسب و اونچی برادری کے سمجھے جاتے تھے دوسری برادری کے لوگوں کو ان کے پاس بیٹھنے کا بھی حق نہ ہوتا تھا، یہ ذہنی تباہ کن بیماری یہیں نہیں رکی بلکہ ان برادریوں سے جو علما پیدا ہوئے ان کے اندر بھی یہ بیماری بوجوہ تمام موجود تھی بلکہ تعصب و عصبیت کے یہ حضرات سرغنہ بنے ہوئے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ اس تعصب نے امامت جیسے اہم منصب کو بھی نہیں بخشا چنانچہ آج بھی کتنے شہروں میں محض زبانی وطنی وعلاقائی عصبیت کی بنا پر امام کا انتخاب ہوتا ہے خواہ ولیاقت وصلاحیت کے اعتبار سے کچھ بھی ہو اور دوسرا عالم خواہ جید استعداد رکھتا ہو خطابت و موعظت میں مہارت رکھتا ہو تقویٰ و پرہیزگاری میں ممتاز ہو اس کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے، اسی طرح کی ایک مثال ملا علی قاریؒ نے بیان کی ہے کہ مثلاً کوئی عالم غریب وتنگ دست ہو اور یونہی کوئی شیخ طریقت لوگوں کی نظروں میں حقیر ہو تو کوئی ان کی طرف متوجہ نہیں ہوتا (ان کا کلام سننے کے لئے تیار نہیں ہوتا) ان کے برخلاف کوئی عالم یا کوئی شیخ مشہور ہو اور جاہ ومنزلت کے اعتبار سے لوگوں میں اس کا تعارف ہو تو اس کی بات قبول کی جاتی ہے، اس کے فعل کی اتباع کی جاتی ہے، اگرچہ یہ دوسرا اول الذکر سے علم میں کمتر عمل وتقویٰ کے اعتبار سے کمزور ہو اور اللہ تعالیٰ ہی اپنے دین کا محافظ اور نبی کا مددگار ہے۔ مرقاۃ المفاتیح ۹/۲۲۳ باب فضل الفقراء وما کان من عیش النبیؐ۔ ملا علی قاریؒ نے یہ شکوہ آج سے تقریباً چار سو پچیس (۴۲۵) سال قبل کیا ہے اور آج یہ مناظر ہماری بدقسمتی سے خوب پھل پھول رہے ہیں۔ والی اللہ المشتکی۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں ان تمام تعصبات خاندانی تفوق، حسبی ونسبی تعلّی ذات برادری کی اونچ نیچ قومی وعلاقائی عصبیت کو عصبیت جاہلیت قرار دیا اور دلچسپ بات یہ ہے کہ آیت کریمہ کا شانِ نزول دیکھیں تو اس کی بنیاد بھی یہی ہے۔ شانِ نزول کے بارے میں تین قول ہیں:

۱:...... امام زہریؒ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو بیاضہ قبیلہ والوں سے کہا کہ تم اپنے قبیلہ کی کسی لڑکی سے ابو ہند صحابی کا نکاح کر دو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اپنی لڑکیوں کا نکاح اپنے غلاموں سے کر دیں، یعنی غلاموں سے نکاح کرنے کو انہوں نے اپنے لئے عار سمجھا اس واقعہ کی وجہ سے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ زہریؒ فرماتے ہیں خاص طور سے یہ آیت ابو ہندؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (ابو ہندؓ پیشہ کے اعتبار سے حجام تھے)۔ (مراسیل ابوداؤد/۱۲، الجامع ۱۱، حکام القرطبی ۸/۴۰۲، الصاوی ۴/۱۳۹)

۲:...... ایک قول یہ ہے کہ یہ آیت ثابتؓ بن قیس بن شماس کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ قول ابن عباسؓ کا ہے، ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ثابت بن قیس کچھ اونچا سنتے تھے، صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں سبقت کرنے کے باوجود ان کے لئے جگہ دے دیا کرتے تھے تو یہ ثابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو کے قریب بیٹھ جاتے تھے تاکہ فرامین نبوی کو سن سکیں، ایک دن یہ آئے تو ایک رکعت فجر کی ان سے فوت ہو گئی، نماز سے فارغ ہو کر تمام صحابہ کرامؓ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب اپنی اپنی نشست پکڑ لی اور صحابہ کرام حضورؐ کی مجلس میں اس طرح بیٹھا کرتے تھے کہ درمیان میں کسی کے بیٹھنے کی گنجائش نہ رہتی تھی، ثابتؓ بن قیس نماز سے فارغ ہو کر حضور کی طرف آئے لوگوں کی گردن پھلانگتے ہوئے اور جگہ دو جگہ دو کہتے ہوئے، صحابہ کرامؓ نے ان کے لئے گنجائش دی اور یہ حضورؐ کے قریب پہنچ گئے مگر ان کے اور حضورؐ کے درمیان ایک اور صحابیؓ تھے، ان آگے کے صحابی سے ثابتؓ نے کہا کہ جگہ دو آگے والے صحابیؓ نے جواب دیا: میں اپنی جگہ بیٹھا ہوں تم اپنی جگہ بیٹھو، ثابتؓ بن قیس غصہ کی حالت میں ان کے پیچھے بیٹھے اور کسی سے پوچھا یہ کون ہے؟ جواب ملا کہ فلاں ہے، ثابتؓ نے ان آگے والے صحابی کو یا ابن فلانہ کہا، جس سے زمانہ جاہلیت کی کوئی عار دلانی مقصود تھی وہ آگے والے صحابی بہت شرمندہ ہوئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا ابن فلانہ کہنے والا کون ہے؟ ثابتؓ نے عرض کیا: میں یا رسول اللہ! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان سب کے چہروں کو دیکھو، ثابتؓ نے موجود تمام صحابہ کرامؓ کے چہروں کو دیکھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثابت! کیا دیکھا؟ عرض کیا کوئی سفید ہے، کوئی سرخ ہے، کوئی سیاہ ہے، حضورؐ نے فرمایا: دیکھو تم ان سے نہیں بڑھ سکتے مگر تقویٰ کی وجہ سے، یعنی تمہارا

تقویٰ اور پرہیزگاری ان سے بڑھ کر ہے تو تمہارا مقام عنداللہ اونچا ہوگا، یہ دنیوی اونچ نیچ کی وقعت عنداللہ نہیں ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ۸/۵۹۴/۱۰۵، الصاوی ۴/۱۲۹)

۳:..... ایک قول یہ ہے کہ فتح مکہ کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو اذان پڑھنے کا حکم دیا، حضرت بلالؓ نے کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دی تو کفار مکہ سے عتاب بن اسید بن ابی العاص نے کہا: اللہ کا شکر ہے، جس نے میرے والد کو یہ برا دن دیکھنے سے قبل ہی اٹھالیا۔ حارث بن ہشام نے کہا: اس کالے کوے کے سوا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کوئی موذن ہی نہ ملا، سہیل بن عمرو نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو اس کو بدل دیں۔ ابوسفیان جو ابھی اسلام قبول نہیں کئے تھے، انہوں نے کہا: میں کچھ نہیں کہتا، مجھے خوف ہے کہ اس کی خبر آسمان کا رب محمد کو دیدے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کفار مکہ کی یہ شرارت انگیز خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دی، آپؐ نے ان کو بلایا اور ان سے پوچھا کیا یہ باتیں تم سب نے کہی ہیں؟ ان سب نے اقرار کیا۔

(تفسیر قرطبی ۸/۱۰۵، الصاوی ۴/۱۲۹)

آیت کریمہ کے شان نزول میں تینوں اقوال میں کسی ایک کو متعین کرنا تو مشکل ہے، البتہ اکابر نے حضرت بلالؓ کے واقعہ کو ترجیح دی ہے، شان نزول خواہ کوئی بھی ہو تینوں صورتوں میں مشترکہ طور سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اہل مکہ میں تعصب کی بنیادیں کتنی مضبوط تھیں، محض رنگی وطنی علاقائی امتیاز کو بنیاد بنا کر کتنا سخت برا بھلا کہا گیا، چنانچہ ابوعبداللہ محمد بن احمد انصاری قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کفار مکہ کو حسب ونسب کے تفاخر، مال و دولت کی کثرت، فقراء و تنگ دست کی حقارت کے جذبہ کی بنا پر زجر و توبیخ کی کہ عظمت و فضیلت تفوق و تعلی بلندی وسرفرازی کا مدار تقویٰ پر ہے، چنانچہ آیت کریمہ کے اندر اعلان کر دیا آج کے بعد کوئی یہ بات نہ کہے سب کی تخلیق آدم وحوا سے ہوئی اور تمہارے درمیان قومیت وقبیلہ محض ایک دوسرے کی پہچان کے لئے ہیں، جیسے بہت سے لوگوں کا نام زاہد ہے تو کیسے معلوم ہو سائل کو کون سا زاہد مطلوب ہے، اس کی معرفت خاندان و برادری وقبیلہ سے ہوگی کہ فلاں برادری وقبیلہ کا فلاں کا بیٹا مطلوب ہے۔

تعصب وتفاخر بدبختی ہے:

حضرت امام ابوعیسیٰ ترمذیؒ نے ابن عمرؓ کی حدیث روایت کی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن خطبہ دیا، فرمایا: اے لوگو! آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں، ایک وہ آدمی جو عنداللہ کریم و شریف ہے اور دوسرا آدمی وہ جو فاجر و بدبخت ہو عنداللہ ذلیل و بے وزن اور تمام انسان آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ یہی آیت شریفہ یاایہا الناس ...الخ پوری تلاوت فرمائی (ترمذی ۲/۱۶۲، مسند امام احمدؒ بن حنبل ۲/۵۲۴) اور ایک روایت میں واضح طور سے ان تمام تعصبات کی سخت انداز میں بیخ کنی کرتے ہوئے سیدنا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فضیلت کا مدار بزرگی و برتری کا مناط محض تقویٰ و پرہیزگاری کو قرار دیا۔

ترجمہ: ”ابونضرۃ کہتے ہیں کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جو مقام منیٰ میں ایام تشریق کے درمیان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبوں میں حاضر تھا، درآنحالیکہ آپ اونٹ پر سوار تھے، آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! خبردار تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ (آدم) ایک ہے، خبردار کسی عربی آدمی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر، نہ کسی کالے و سیاہ آدمی کو کسی سرخ پر اور نہ کسی سرخ کو کسی سیاہ آدمی پر کوئی فضیلت ہے، ہاں تقویٰ فضیلت کا مدار ہے، پھر آپ نے صحابہ کرامؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا: کیا میں نے پیغام الٰہی امت تک پہنچا دیا؟ صحابہ کرامؓ نے جواب دیا: جی ہاں! آپ نے پہنچا دیا، آپؐ نے فرمایا: جو یہاں موجود ہے وہ اس تک پہنچا دے جو موجود نہیں ہے۔“ (روح المعانی ۸/۱۴۳، اس روایت کو البیہقی والمردویہ، تفسیر قرطبی ۸/۱۰۵)

غور کیجئے ہادئ امت نے اس مختصر پیغام کو تین مرتبہ کلمہ الا سے مربوط کیا جو تاکید وتنبیہ کے لئے آتا ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپؐ نے کتنی سختی کے ساتھ بھید بھاؤ اونچ نیچ ہر طرح کی عصبیت کو ختم کر دیا، چنانچہ اسی طرح کی ایک روایت حضرت ابوذرؓ کی ہے، آپؐ نے فرمایا: اے ابوذر! تم کسی سرخ وسیاہ سے بہتر نہیں ہو، ہاں! تقویٰ و پرہیزگاری کی وجہ سے تم ان سے بڑھ جاؤ گے۔ (رواہ احمد مشکوٰۃ ۴۳۳)

ظاہری حسن و جمال بھی فضیلت و برتری کا مدار نہیں ہے:

تفسیر قرطبی میں بحوالہ طبری حضرت مالک اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ تمہارے حسب ونسب کو نہیں دیکھتے اور نہ تمہارے جسموں و مالوں کو دیکھتے ہیں، لیکن تمہارے دلوں (کے حال) کو دیکھتے ہیں، پس جس کا دل صالح و نیک ہو، اللہ تعالیٰ اس پر مہربان ہوتے ہیں اور بلاشبہ تم سب آدم کی اولاد ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب تم میں وہ ہے جو بڑا متقی ہے۔

(قرطبی ۸/۱۰۵، کذا فی مسلم بلفظ غیرہ ۲/۳۱۷)

دور جدید نے جہاں انسان کو بہت سی ترقیات سے لطف اندوز کیا وہیں سفلی عادتوں اور جبلی فطرتوں کو خوب برانگیختہ کیا، چنانچہ مذہب اسلام نے معاشرہ کو محبت ومودت، الفت وانسیت کے ذریعہ متحد کیا اور آج انسان بکھرا ہوا، منتشر ایک دوسرے سے نالاں شکوہ کناں دیکھا جارہا ہے اور بڑی بڑی خرابی تعصب وعصبیت

قومیت و برادری کے بھنور میں ایسا پھنسا ہوا ہے کہ اسے آقائے نامدار محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے ملت محمدیہ سے خارج کردیا، مگر مسلمان سمجھنے کے لئے تیار نہیں۔

تعصب کرنے والا امت محمدیہ سے خارج ہے:

جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عصبیت کا داعی ہو اور عصبیت کی خاطر قتال و جنگ و جدل کر رہا ہو اور جو تعصب کی خاطر قتال کرتا ہوا مرجائے وہ ہم میں سے نہیں ہے:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم میں سے نہیں جس نے عصبیت کی دعوت دی اور ہم میں سے نہیں جس نے عصبیت کی خاطر قتل کیا اور ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی حالت میں مرگیا۔"

(ابوداؤد، مشکوٰۃ/۴۱۸)

یعنی جس وقت اس کا آخری وقت تھا، اس وقت بھی وہ قوم و برادری کی ظالم ہونے کے باوجود مدد کر رہا تھا اور ظلم و تعدی کو ظلم نہیں سمجھ رہا تھا، قومیت و برادری پر فخر کر رہا تھا، اسی حالت میں مرگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے یہ وعید بیان فرمائی ہے۔

متعصب کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی:

اگر یوں کہا جائے کہ تعصب ناسور بھی بدتر ہے تو کوئی مبالغہ نہیں ہوگا، کیونکہ ناسور جیسے امراض تو دنیوی زندگی کو تباہ و برباد کرتے ہیں بلکہ ان امراض میں مبتلا انسانوں کو ایمان والوں کو اخروی ثواب سے نوازا جائے گا ور تعصب و عصبیت سے دنیا بھی برباد اور آخرت بھی، دنیا میں بھی رسوائی اور آخرت میں بھی۔ ایک تو اس وجہ سے کہ لوگ ان کو ذلیل و حقیر سمجھتے ہیں دوسرے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ملت بیضا سے خارج کردیا، تیسرے دنیوی رسوائی اس طرح سے کہ مذکورہ حدیث و دیگر احادیث کے پیش نظر فقہا نے چار طرح کے لوگوں کی نماز جنازہ پڑھنے کو ناجائز لکھا ہے، حالانکہ یہ تمام مسلمان ہیں: (۱) امام عدل کے خلاف اسلامی حکومت میں بغاوت کرنے والے، (۲) ڈاکو، (۳) تعصب کی وجہ سے آپس میں لڑنے والے دو گروپ اور اسی حالت میں قتل ہوجائیں، (۴) شہر میں ہتھیار وغیرہ کے ذریعہ کسی بے گناہ کے قتل کے درپے ہونے والا یا مال غصب کرنے والا اور اسی حالت میں قتل ہوجائے۔ ان بدقسمت لوگوں کو نہ غسل دیا جائے گا اور نہ نماز پڑھی جائے گی تاہم یہ حکم اسی وقت ہوگا جب کہ یہ حضرات بغاوت کرتے ہوئے، ڈاکا ڈالتے ہوئے، تعصب کی خاطر قتال کرتے ہوئے، شہر میں ہتھیار وغیرہ کے ذریعہ کسی بے گناہ کے قتل یا مال لینے کے فراق میں قتل ہوجائیں ورنہ اگر مذکورہ افعال کے صدور سے قبل یا بعد میں موت واقع ہو تو ان کو غسل بھی دیا جائے گا اور نماز بھی پڑھی جائے گی۔

(درمختار علی ردالمختار (شامی) ۱/۶۴۲،۶۴۳)

تعصب کی وجہ سے آدمی کی ذلت و ہلاکت:

ایک حدیث میں اپنی قوم کی ناحق مدد کرنے والے کو اس اونٹ کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو کنویں میں گرجائے اور اس کو دم پکڑ کر کنویں سے نکالا جائے۔ ملا علی قاریؒ نے اس حدیث کے دو معنی بیان کئے ہیں کہ اس ظالم نے اپنی قوم کی ناحق مدد کرکے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا، کیونکہ اس کا ارادہ نصرت باطلہ سے عزت و سرفرازی رفعت و بلندی تھا، پس یہ گناہوں کے کنویں میں گرگیا اور اونٹ کی طرح ہلاک ہوگیا، پس یہ ناحق مدد اس کے لئے ایسے ہی غیر نافع ہے جس طرح اونٹ کو کنویں سے دم پکڑ کر نکالنا۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ سیدنا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم کو ہلاک ہونے والے سے اونٹ کے ساتھ تشبیہ دی، کیونکہ جو حق پر نہیں ہوتا وہ تباہ و برباد ہی ہوجاتا ہے اور اس ناحق مدد کرنے والے کو اونٹ کی پونچھ (دم) کے ساتھ تشبیہ دی کہ جس طرح اس اونٹ کو دم کے بل کھینچ کر نکالنا ہلاکت سے نہیں بچا سکتا اسی طرح اپنی ظالم قوم کی ناحق نصرت کے ذریعہ اس قوم کو ہلاکت کے اس کنویں سے نہیں بچا سکتا، جس میں یہ لوگ گرگئے ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح ۹/۱۲۸)

حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں:

"عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من نصر قومہ علی غیر الحق کالبعیر الذی روی فھو ینزع بذنبہ"

(ابوداؤد ۲/۶۹۸، مشکوٰۃ/۴۱۸)

ترجمہ: "ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل فرماتے ہیں، آپ نے فرمایا: جو شخص اپنی قوم کی ناحق مدد کرتا ہے وہ اس اونٹ کے مانند ہے جو کنویں میں گرگیا اور اس کی دم پکڑ کر اس کو نکالا جائے۔"

(جاری ہے)

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar, Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

محمد یاسر حبیب

جناب نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت اور حضرت محمد عربی ﷺ کی عزت وناموس پر ہر مسلمان اپنا سب کچھ نچھاور کرنے کو عین ایمان سمجھتا ہے لیکن اسلام دشمن قوتیں ہمیشہ اسلام، شعائر اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی شان میں گستاخی کر کے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلتی رہتی ہیں اور اس پر مستزاد یہ کہ اگر مسلمان، معاندین اسلام کی ان حرکتوں پر پر امن احتجاج بھی کریں تو ان کو تنگ نظری کا طعنہ دیا جاتا ہے اور بعض مغرب نواز اہل قلم بھی ان سے متاثر ہو کر اپنے مضامین کے ذریعہ مسلمانوں کو روشن خیالی کا درس دینا شروع کر دیتے ہیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مسلمانوں کے دلوں میں ختم نبوت کے حوالے سے اٹھنے والی بیداری کی لہر، اہل حق کا احساس ذمہ داری، ان کی قربانیوں کے نتیجے میں مرزا غلام احمد قادیانی کی ذریت کو پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا اور 1984ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کے ذریعے ان گستاخان پر پابندی لگادی گئی کہ یہ شعائر اسلام کو استعمال نہیں کر سکتے تا کہ یہ شاطر قادیانی بھولے بھالے مسلمانوں کو دھوکہ دے کر ان کی متاع ایمان نہ لوٹ سکیں۔

اس قانون کے نفاذ سے جہاں قادیانیت پر ضرب پڑی وہیں اسلام دشمن قوتوں کے آلہ کار تمام طاقتوں کے مکروہ عزائم بھی بے نقاب ہو گئے۔ چنانچہ اس قانون کے نفاذ کے بعد سے لے کر اب تک ان تمام کا مطالبہ اور مشن یہی ہے کہ کسی طرح اس قانون توہین رسالت کا خاتمہ کروایا جا سکے۔

1974ء میں قادیانیوں کو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی تاریخ ساز کن اسمبلی نے متفقہ طور پر غیر مسلم قرار دیدیا، اور انہیں اقلیتوں کے مساوی حقوق دے دیے گئے، اس اسمبلی میں قادیانیوں کو اپنا موقف پیش کرنے کا پورا پورا موقع دیا گیا، اس معاملے پر قومی اسمبلی نے دو ماہ تک طویل بحث کی، اور ان دو ماہ میں اسمبلی کے اٹھائیس اجلاس ہوئے، جن کی چھیانوے نشستیں منعقد ہوئیں، جس میں قادیانیوں کی طرف سے پیش ہونے والے مرزا ناصر نے باون گھنٹوں تک اپنا تفصیلی موقف اسمبلی کے سامنے پیش کیا، اس مسئلے پر مسلسل گیارہ روز تک جرح ہوئی، تب جا کر یہ بل متفقہ طور پر اسمبلی سے پاس ہوا، جس کے آخر میں ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے ستائیس منٹ تقریر کی، اور پھر بھٹو صاحب کے وہ الفاظ جس سے اس فتنہ کی حقیقت کھل کے سامنے آجاتی ہے، وہ یہ تھے کہ:

”ربیع یہ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم ان کو پاکستان میں وہ مرتبہ دیں جو یہودیوں کو امریکہ میں حاصل ہے یعنی ہماری ہر پالیسی ان کی مرضی کے مطابق چلے“۔

(بھٹو کے آخری 323 دن، صفحہ 67 از کرنل رفیع)

اگرچہ ختم نبوت پر قدغن لگانے والے یہ افراد پہلے نہیں تھے، بلکہ امام الانبیاء خاتم المرسلین ﷺ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام میں سب سے پہلے اسود عنسی جیسے بدبخت نے بھی نبی ہونے کا دعویٰ کیا جس کی سرکوبی کے لیے امام المجاہدین سرور کائنات ﷺ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی امارت میں ایک لشکر روانہ فرمایا جنہوں نے گستاخ نبی کو اپنے حقیقی انجام سے دوچار کیا اور پھر آپ ﷺ کی رحلت کے بعد خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں منکرین ختم نبوت کا قلع قمع کیا گیا اور دور حاضر تک مسلمانوں نے جناب نبی آخرالزماں ﷺ کی عزت وناموس پر کوئی آنچ نہیں آنے دی، بلکہ جب بھی کسی نے بھی رسالت مآب ﷺ کی ناموس پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی تو اسے جانثاران ختم نبوت نے ناکام بنادیا اور دنیائے کفر کو یہ پیغام دیا:

کی محمد سے وفا تو نے، تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

پچھلے دنوں قادیانیوں کے دو معبدوں پر ہونے والے حملوں کے بعد قادیانیوں کی حمایت میں اور ان کی مظلومیت کی عکاسی کا فریضہ کچھ ناعاقبت اندیش مسلمانوں نے سنبھال لیا ہے اور میڈیا میں موجود بعض ایسے افراد ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں جس کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ قادیانیوں کو عوام کے سامنے مظلوم بنا کر پیش کرکے بھولے بھالے معصوم عوام کو ورغلا کر قادیانیوں کے حق میں رائے عامہ ہموار کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، خدشہ یہی ہے کہ ان حملوں کی آڑ میں ایک بار

پھر کچھ مخصوص لابیاں مغربی ایجنڈے کی تکمیل میں سرگرداں ہوچکی ہے، جن کا مقصد قادیانیوں کے حوالے سے موجود آئین میں ترامیم لانا ہے۔

بعض مقتدر حلقوں کی جانب سے ان شکوک وشبہات کا بھی اظہار کیا جارہا ہے کہ پہلے مرحلے میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کو ختم کیا جائے گا اور پھر اگلے مرحلے میں قادیانیوں کو کافر قرار دیے جانے کا قانون بھی ختم کردیا جائے گا۔ افسانوں کو حقیقت کا روپ دینے والے ٹی وی کے چند نام نہاد دانشور اور پرنٹ میڈیا کے بعض متعصب کالم نویسوں نے بھی اپنی مہم جوئی کا آغاز کردیا ہے، اور اس سلسلے میں گزشتہ چند دنوں میں شائع ہونے والے کالموں سے ہمارے موقف کی تائید ہوتی ہے۔

جن میں سے روزنامہ جنگ کے کالم نویس نذیر ناجی کا کالم ''یوم تکبیر، یوم تکفیر'' کے عنوان سے 30 مئی 2010 کو جنگ کے ادارتی صفحے پر شائع ہوا۔

اس کالم کے بعض اقتباسات ملاحظہ ہوں چنانچہ نذیر ناجی اپنے کالم ''یوم تکبیر، یوم تکفیر'' میں لکھتے ہیں کہ:

''قائداعظم نے پاکستان حاصل کرنے کے بعد ساری قوم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ آپ کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو، آج کے بعد آپ سب پاکستانی ہیں اور سب کے حقوق برابر ہیں۔ اس بنیادی نکتے پر قوموں کے وجود اور بقاء کا انحصار ہوتا ہے۔ مگر ہم نے اسے روز اول سے ہی فراموش کردیا، اور پاکستانی شہریت کے حقوق سب سے پہلے جن بدنصیبوں سے چھیننے کی ابتداء ہوئی، وہ احمدی ہی تھے۔ ان خلاف چلائی گئی تحریک کا نعرہ بظاہر ختم نبوت تھا لیکن اصل مقاصد کچھ اور تھے۔ میری عمر اس وقت سولہ سال تھی۔ وہی عمر جو 28 مئی کو پکڑے جانے والے دہشت گرد کی ہے۔ میں نے اس تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، گرفتار ہوا۔ جھنگ سے لائل پور اور لائل پور سے لاہور کیمپ جیل میں رکھا گیا اور تین ماہ کی نظربندی مکمل ہونے پر رہائی ملی۔ تب تحریک کا زور ٹوٹ چکا تھا۔ ہوش سنبھالا تو پتہ چلا یہ تحریک درحقیقت کشمکش اقتدار کا حصہ تھی۔ اور پنجاب کی سیاسی قیادت نے مرکزی حکومت کو ہٹانے کے لیے اس نعرے کا استعمال کیا۔''

آگے چل کر جناب نذیر ناجی لکھتے ہیں:

''بھٹو صاحب کے دور میں یہ تحریک ایک بار پھر سیاسی مقاصد کے لیے چلائی گئی۔ اس وقت مذہب کو سیاست کے لیے استعمال کرنے والے گروہ زیادہ طاقتور ہوچکے تھے، بھٹو صاحب ان کا مقابلہ نہ کرسکے اور آئین میں ترمیم کرکے احمدیوں کو اقلیت قرار دے دیا گیا۔''

جناب نذیر ناجی کا یہ کالم اگر قادیانی گروہ سے اظہار ہمدردی کی بنیاد پر مبنی ہوتا تو تشویش کی بات نہ ہوتی اور ہمارا حسن ظن آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان ''ظنوا المؤمنین خیراً'' (مومنوں سے اچھا گمان رکھو) کے مطابق یہی ہے کہ نذیر ناجی صاحب بھی قادیانی گروہ کے مکروفریب سے بخوبی واقف ہوں گے لیکن بظاہر موصوف کے کالم یہ تاثر ملتا ہے کہ معاذاللہ! مسلمانوں نے اپنے نبی کی ناموس رسالت کا دفاع آج تک صرف اپنے سیاسی مقاصد کے لیے ہی کیا ہے۔

اگر موصوف کی یہ بات تسلیم کرلی جائے تو قادیانیوں کو غیرمسلم قرار دیجانے والی قومی اسمبلی کے وہ تمام اراکین جنھوں نے اس بل کی حمایت میں ووٹ دیا تھا، ان کی حیثیت مشکوک ہوجائے گی، اور ہمارے خیال کے مطابق مسلمانوں کی اتنی کثیر تعداد آقائے نامدار ﷺ کی ناموس کو دنیا کے حقیر سے فوائد کے لیے استعمال نہیں کرسکتی، مزید برآں موصوف کے علم میں یہ بات بھی ہوگی کہ قادیانی جماعت کے اس گروہ کا تعاقب ہندوستان کے ان جید اور نامور علماء کرام نے بھی کیا جن کے پیش نظر کوئی سیاسی مقاصد نہ تھے اور نہ ہی ان علماء نے برصغیر ہند میں کوئی سیاسی عہدہ حاصل کیا، موصوف کے علم میں یہ بات بھی بخوبی ہوگی کہ پاکستان کی تحریک ختم نبوت کے تینوں مراحل میں ایسے علماء کی کثیر تعداد موجود تھی جو باوجود مختلف مسالک سے تعلق رکھنے کے اس مسئلے پر مجتمع ہوئے اور عوام الناس کے سامنے قادیانیوں کے مکروفریب کو بے نقاب کیا اور دلیل وبرہان کے ساتھ اس فرقے کا تعاقب کیا، آخر کیا اس تحریک میں حصہ لینے والے تمام علماء نے بعد میں سیاسی عہدے حاصل کیے؟

آگے چل کر نذیر ناجی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''چند روز پہلے سے انٹرنیٹ پر گستاخانہ خاکوں کے خلاف زبردست احتجاجی مہم چل رہی تھی۔ جب ناموس رسالت ﷺ پر مسلمانوں کے جذبات بے قابو ہونے کے امکانات ہوں تو پاکستان کی ہر انتظامیہ سمجھ لیتی ہے کہ ان بھڑکے ہوئے جذبات کا رخ احمدیوں کی طرف آسانی سے موڑا جاسکتا ہے۔''

یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ موصوف کا یہ خیال آخر کس مفروضہ پر مبنی ہے، حالانکہ اس سے قبل

بھی گستاخانہ خاکوں کی اشاعت کے موقع پر بالخصوص پاکستان اور دنیا بھر کے بیسیوں ممالک میں احتجاج ہوئے لیکن ان تمام احتجاجوں کے باوجود کسی بھی اخبار میں یہ خبر شائع نہیں ہوئی کہ مسلمانوں نے بلاوجہ کسی بھی ایک قادیانی فرد کے ساتھ زیادتی کی ہو یا اس کی املاک کو نقصان پہنچایا ہو، باقی رہی انتظامیہ کی بات تو اس سلسلے میں روزنامہ امت میں ان قادیانیوں کے حوالہ سے شائع ہونے والی ایک رپورٹ ملاحظہ کی جاسکتی ہے، جو بروز اتوار مؤرخہ 30 مئی 2010ء کو شائع ہوئی، اس رپورٹ میں جہاں بہت سارے حقائق کو طشت از بام کیا گیا، وہیں اس گروہ کے متعلق بعض ایسے چشم کشا انکشافات بھی کیے گئے ہیں اور سوالات اٹھائے گئے ہیں جن کے جوابات تاحال دستیاب نہیں ہوسکے، چنانچہ اس رپورٹ کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں:

''سرکاری ذرائع کے مطابق قادیانی جماعت نے مقامی انتظامیہ کو نہ صرف یہ کہ آج تک شہر میں اپنے مراکز کی تعداد اور محل وقوع کے بارے میں آگاہ رکھنا ضروری نہیں سمجھا ہے بلکہ اپنے اہم اور حساس ترین مراکز کے بارے میں اب تک کوئی تفصیل فراہم نہیں کی ہے۔ سیکورٹی ذرائع کا کہنا ہے کہ قادیانیوں کے خفیہ مراکز کی وجہ سے ہی سرکاری اداروں کو مشکلات کا سامنا ہے کیوں کہ وہ ان کی حفاظت سے قاصر ہیں۔''

امت میں شائع ہونے والی اس رپورٹ میں ایک سابق صوبائی مشیر مذہبی امور کے حوالہ سے یہ کہا ہے کہ:

''صوبائی حکومت کے ایک سابق مشیر مذہبی امور نے ''امت'' کو بتایا کہ یہ بات ان کے ذاتی تجربے کی ہے کہ قادیانی جماعت صوبائی حکومت یا قانون نافذ کرنے والے اداروں سے اس طرح تعاون نہیں کرتے جس طرح دیگر مذہبی اقلیتیں کرتی ہیں۔''

اس رپورٹ میں یہ انکشاف بھی کیا گیا ہے کہ لاہور میں قادیانیوں کے چالیس سے زائد مراکز قائم ہیں، پولیس یا حکومت کے پاس ان کے بارے میں کوئی ڈیٹا موجود نہیں اور قادیانی جماعت بھی اس سلسلے میں تعاون کرنے پر تیار نہیں، اور نہ ہی حکام کو وہ سی سی ٹی وی فوٹیج دی جارہی ہے جس کے ذریعے سے دہشت گردوں کو پکڑا جاسکے، حالانکہ اگر یہ فوٹیج متعلقہ اداروں کے ہاتھ بروقت آجاتی تو تمام تر حملہ آوروں کی پہچان ممکن ہوسکتی تھی اور تحقیقات کے حوالے سے جلد سے جلد مثبت پیش رفت ہوسکتی تھی، آخر کیا وجہ ہے کہ قادیانی جماعت متعلقہ حکام کے ساتھ تعاون کرنے پر تیار نہیں؟ یہاں پر یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت اپنے مراکز کے بارے میں اس قدر حساس کیوں ہے؟ آخر کس وجہ سے ان مراکز تک متعلقہ حکام کی رسائی ممکن نہیں ہے؟

بالفرض جناب نذیر ناجی صاحب کے ان تمام مفروضوں کو صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تو موصوف کے ماضی کے کالموں سے واقفیت رکھنے والے کسی بھی صاحب بصیرت شخص کے لیے یہ سمجھنا اور فیصلہ کرنا دشوار نہیں ہوگا کہ موصوف کا قلم اور خیالات زمانے کی گردش اور مناصب کی تبدیلی پر اپنا زاویہ بدلتے رہتے ہیں، پڑھنے والے کو یہ نظر آتا ہے کہ ان کا قلم بادبانی کشتی کی طرح مفادات اور اقتدار کی طرف سے چلتی ہواؤں کے مطابق اپنا رخ اور اپنا مستقر طے کرتا ہے، چنانچہ کل تک موصوف کا قلم جس کا مدح سرا ہوتا ہے آج وہی قلم اس کی خوشہ چینیوں میں لگا ہوتا ہے، لہٰذا ہم اتنا ہی کہیں گے کہ:

آپ خود اپنی اداؤں پہ ذرا غور کیجئے
ہم نے عرض کیا تو شکایت ہوگی

آخر میں ہم جناب نذیر ناجی صاحب سے اتنا ضرور عرض کرنا چاہیں گے کہ خدارا اگر آپ حق کے لیے قلم نہیں اٹھاسکتے، اسلام اور اہل اسلام کے لیے کچھ نہیں کرسکتے، اگر آپ مغرب کے ناراض ہونے کا خطرہ مول نہیں لے سکتے تو کم سے کم اپنے قلم اور دوات کو اسلام، اہل اسلام اور مصلحین امت کے خلاف استعمال نہ کیجئے، وہ علماء جنہوں نے دین کی خدمت اور اس کی آبیاری ہمیشہ اپنے پاک و مطہر خون سے کی ہے ان پر مفادات کا جھوٹا اور بے بنیاد الزام لگا کر اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ نہ کریں، کیوں کہ یہاں جو کچھ کہا اور لکھا جائے گا، روز محشر اس کی جوابدہی بھی ہم پر ہوگی، اور پھر مخبر صادق ﷺ کی یہ حدیث بھی ذہن میں رکھنی چاہئے کہ:

''المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ''

ترجمہ: حقیقی مسلمان وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرا مسلمان محفوظ رہے۔

اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام مسلمانوں کی ایذارسانی سے محفوظ رکھے اور ہماری تمام تر صلاحیتیں لادین عناصر کے بجائے اسلام اور مسلمانوں کے حق میں استعمال ہوں تاکہ روز محشر ہمیں آقائے نامدار ﷺ کے سامنے شرمندگی نہ اٹھانی پڑے، اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

☆☆......☆☆

میرِ کارواں کی رحلت!

آخری قسط

حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء:

۹/اپریل ۱۹۷۴ء کو مجلس تحفظ ختم نبوت کی حضرت بنوریؒ نے امارت اور حضرت قبلہؒ نے نائب امارت سنبھالی۔ ایک ماہ بیس دن بعد ۲۹مئی کو اسٹیشن چناب نگر (ربوہ) پر ملتان نشتر میڈیکل کے طلباء پر ٹرین پر قادیانی اوباشوں نے مرزا طاہر کی قیادت میں حملہ کر دیا۔ ٹرین کے فیصل آباد پہنچنے سے قبل مولانا تاج محمودؒ کو جونہی اطلاع ہوئی شہر فیصل آباد میں اعلان کرادیا۔ چناب ایکسپریس کے پہنچنے سے قبل اسٹیشن پر پورا فیصل آباد اُمڈ آیا۔ گوجرہ، ٹوبہ، شورکوٹ، عبدالحکیم، خانیوال، ملتان، جہاں جہاں ٹرین کے سٹاپ تھے وہاں کے مسلمانوں کو مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ نے اطلاعیں کیں۔ ہر جگہ احتجاجی مظاہرے شروع ہوگئے۔ ۲۹مئی ۱۹۷۴ء کو حضرت بنوریؒ سرحد کے سفر پر تھے۔ سردار میر عالم لغاری کو کراچی فون کر کے حضرت بنوریؒ کو فوری راولپنڈی پہنچنے کا عرض کیا گیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ راولپنڈی سے سوات حضرت بنوریؒ کو اطلاع دینے کے لئے مولانا قاری زرین احمد مدرس جامعہ فرقانیہ کی ڈیوٹی لگی۔ وہ بھی ہمارے حضرت قبلہؒ کے مرید ہیں۔ حضرت بنوریؒ اسلام آباد تشریف لائے۔ حضرت مفتی محمودؒ اسمبلی کے اجلاس کے سلسلہ میں اسلام آباد تھے۔ ان سے مشورہ کے بعد ۳/جون کو راولپنڈی اجلاس طلب کیا گیا۔ اس اجلاس میں شرکت کے لئے مولانا تاج محمودؒ، مولانا مفتی زین العابدینؒ، مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ کو لائل پوری گرفتار کر لیا گیا۔ تاہم اجلاس ہوا۔ اس میں بھی حضرت قبلہؒ تشریف لائے۔ اس اجلاس میں طے ہوا کہ ۹/جون کو لاہور میٹنگ طلب کی جائے۔ جس میں مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی تشکیل کی جائے۔ شیرانوالہ میں اجلاس ہوا۔ اس میں ملک بھر کی دینی قیادت جہاں جمع تھی، ہمارے حضرت قبلہؒ بھی موجود تھے۔ چنانچہ اس میں حضرت بنوریؒ کو مجلس عمل کا کنوینر مقرر کیا گیا اور مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی کے لئے مرکزی مجلس عمل میں چار حضرات کو شامل کیا گیا۔ حضرت قبلہؒ، مولانا تاج محمودؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، سردار میر عالم خان لغاری۔ اس اجلاس میں ۱۴/جون کو قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لئے ملک بھر میں ہڑتال کی اپیل کی گئی۔ پورے ملک میں اس ہڑتال کو کامیاب بنانے کے لئے اور ملک میں تحریک کو منظم کرنے کے لئے بھرپور جدوجہد کا اعلان کیا گیا۔ جناب وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے آ کر لاہور ڈیرے لگائے۔ علماء سے ملاقاتیں، کسی طرح اس ہڑتال کی اپیل کو واپس لینے کی کوشش کی۔ ہڑتال ہوئی اور پورے ملک میں ہوئی۔ ایسی ہڑتال کہ شاید اس کی مثال پیش نہ کی جاسکے۔

۱۶/جون کو فیصل آباد میں مجلس عمل کا اجلاس ہوا۔ اس اجلاس میں جہاں ملک بھر کی سیاسی و مذہبی جماعتوں کے سربراہان شریک تھے۔ حضرت قبلہؒ بھی تشریف لائے۔ رات کو جامع مسجد کچہری بازار میں جلسہ عام ہوا۔ حضرت شیخ بنوریؒ، حضرت قبلہؒ، حضرت مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، نوابزادہ نصر اللہ خانؒ، جب ایک ساتھ سٹیج پر تشریف فرما ہوئے تو فلک سے فرشتوں نے بھی جھوم جھوم کر اس قیادت کو دیکھا کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس کے دشمن قادیانیوں کے مقابلہ میں امت کس طرح اکٹھی ہے؟

مجلس عمل کے اجلاس میں شرکت کے لئے حضرت بنوریؒ تشریف لائے تو آپ کا قیام حضرت مولانا مفتی زین العابدینؒ کے مکان پر تھا۔ حضرت قبلہؒ ملنے کے لئے گئے تو حضرت بنوریؒ سروقد کھڑے ہوگئے۔ گھنٹوں اجلاس کے بارہ میں اور پورے ملک کی صورتحال پر حضرت بنوریؒ و حضرت قبلہؒ کا مشورہ جاری رہا۔ اس ملاقات میں حضرت قبلہؒ حضرت بنوریؒ کے سامنے دوزانو ہوکر بیٹھے تو حضرت بنوریؒ نے فرمایا: آپ ایسے نہ بیٹھیں، مجھے تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن حضرت قبلہؒ اپنے استاذ کے احترام میں برابر اس طرح بیٹھے رہے۔ حضرت بنوریؒ نے بھی حضرت قبلہؒ کے قلبی احترام کی یہ کیفیت دیکھی تو اصرار چھوڑ دیا۔

اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پیش ہوا تو امت کی طرف سے محضرنامہ، اسمبلی میں پیش کرنے کے لئے حضرت بنوریؒ، حضرت مفتی صاحبؒ مصروف ہوگئے۔ اب اس خلا کو ملک بھر میں پر کرنے کے لئے حضرت قبلہؒ نے دورے کئے۔ اس دوران میں حضرت بنوریؒ، حضرت مفتی صاحبؒ کا حضرت قبلہؒ سے برابر رابطہ رہا۔

یکم جولائی کو مرکزی مجلس عمل کا راولپنڈی میں

اجلاس ہوا۔ حضرت بنوری، حضرت مفتی محمود، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالحق، آغا شورش کاشمیری، نوابزادہ نصر اللہ خان، علامہ احسان الٰہی ظہیر، مولانا حبیب اللہ بنوری اور دیگر قائدین کے شانہ بشانہ حضرت قبلہ بھی اجلاس میں تشریف فرما ہوئے اور اپنی رائے عالی سے قائدین کو نوازا۔ حضرت قبلہ نے خانقاہ سراجیہ کے جملہ متعلقین کو ملک بھر میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنا کردار ادا کرنے کا جہاں حکم فرمایا وہاں خانقاہ شریف میں برابر دعاؤں کا بھی اہتمام کیا۔ میانوالی کے ارکان اسمبلی کو قائل کرنے کے لئے اپنا اثر و رسوخ استعمال کیا۔ غرض اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے آپ نے شب و روز ایک کر دیئے۔

۱۴ر جولائی کو گول مسجد سرگودھا میں دن کو کنونشن، رات کو جلسہ عام ہوا۔ جہاں مرکزی قیادت نے شرکت فرمائی۔ وہاں حضرت قبلہ بھی تشریف لائے۔ ۱۳ر اگست کو مرکزی مجلس عمل کا فیصل آباد میں اجلاس ہوا۔ یکم ستمبر کو دن میں شیرانوالہ ملک بھر کے علماء کا کنونشن، رات کو شاہی مسجد میں جلسہ عام ہوا۔ حضرت قبلہ کنونشن، و شاہی مسجد کے جلسہ عام میں حضرت بنوری، حضرت مفتی محمود، میاں عبدالہادی، مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبداللہ درخواستی، خواجہ قمرالدین سیالوی، مولانا عبدالقادر روپڑی کے شانہ بشانہ تمام اجلاسوں میں شریک رہے۔ آخری اجلاس راولپنڈی میں منعقد ہوا۔ اس سے قبل ”بندر ناٹک“ کے انداز میں ایک استقبالیہ میں جناب ذوالفقار علی بھٹو اور چوہدری ظہور الٰہی کا آمنا سامنا ہوا۔ ظہور الٰہی جھانسہ دے کر نکلنا چاہتے تھے۔ بھٹو صاحب نے آواز دے کر کہا کہ چوہدری صاحب کیوں چھپ کر جارہے ہو؟ ادھر آؤ۔ اتنے میں لاء سیکرٹری افضل چیمہ آگئے۔ تو بھٹو صاحب نے چیمہ صاحب کو کہا کہ آپ ظہور الٰہی کو سمجھائیں۔ یہ میرا مخالف ہوگیا ہے۔ ظہور الٰہی نے کہا کہ نہیں میں آپ سے اصولی اختلاف ہیں۔ ہم اخلاص سے آپ سے اختلاف کرتے ہیں۔ اس سے آگے مولانا تاج محمود کی زبانی سنئے۔ فرماتے ہیں: ظہور الٰہی نے کہا کہ ”ہم اخلاص اور نیک نیتی سے آپ پر تنقید کرتے ہیں۔ اب ختم نبوت کا مسئلہ آپ کے سامنے ہے۔ اسے حل کیجئے اور قوم کے ہیرو بن جائیے۔ بھٹو صاحب نے کہا کہ اگر میں ۱۴ر جون کو (ملک گیر ہڑتال کے دن) اس مسئلہ کو مان لیتا تو ہیرو بن سکتا تھا۔ لیکن بعد از خرابی بسیار مسئلہ ماننے سے ہیرو کیسے بن سکتا ہوں؟ افضل چیمہ نے کہا کہ بھٹو صاحب باقی علماء کو تو مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دینے پر اتنا اصرار نہیں ہے۔ البتہ چوہدری ظہور الٰہی صاحب بڑا اصرار کررہے ہیں۔ اترا رہا ہے اور ضد کررہا ہے۔ میں نے کہا کہ بھٹو صاحب یہ چیمہ صاحب آپ کے

ICEBERG (Water Chiller)

☆ پینے کا پانی ٹھنڈا کرنے کے ساتھ ساتھ بجلی کی بھی بچت کرتا ہے، ☆ خوبصورت ڈیزائن، ☆ باڈی مکمل کوٹڈ ہونے کی وجہ سے زنگ سے محفوظ، ☆ واٹر ٹینک اسٹین لیس اسٹیل، ☆ جدید ترین ٹیکنالوجی کو سامنے رکھ کر مکمل کیلکولیٹڈ بنایا گیا ہے، جس کی وجہ سے یہ صرف چند منٹوں میں آپ کو ٹھنڈا پانی دینا شروع کردیتا ہے۔

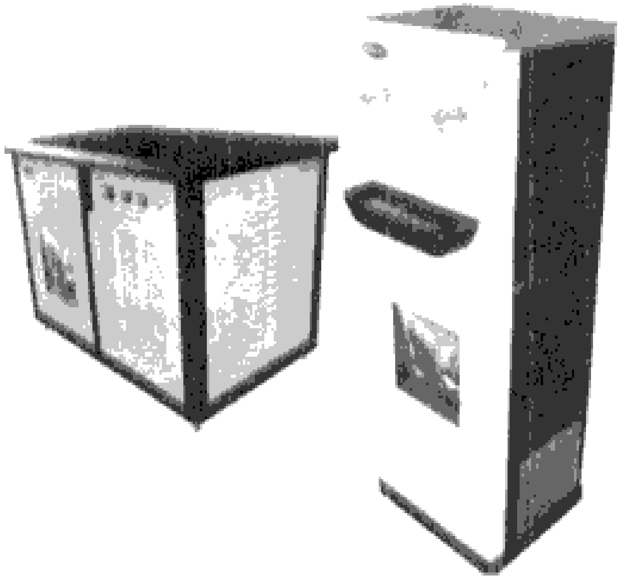

فلاحی اداروں اور سپلائرز کے لئے خصوصی ڈسکاؤنٹ

مختلف خوبصورت ڈیزائن اور کپیسٹی میں دستیاب ہیں

رابطہ سیل: 0333-2126720

E-mail:monira super.net.pk

سامنے اپنے نمبر بنا رہے ہیں۔ میں ضد نہیں کر رہا۔ علماء کرام کا اپنا موقف ہے وہ میرے تابع نہیں ہیں۔ ایک دینی مؤقف اور شرعی امر ہے۔ علماء کرام کو یوں مطعون کرنا چیمہ صاحب کے لئے مناسب نہیں ہے اور صرف علماء کرام نہیں بلکہ اس وقت تمام اسلامیان پاکستان اس مسئلہ کو حل کرانے کے لئے سراپا تحریک بنے ہوئے ہیں۔

دنیائے اسلام کی نگاہیں اس مسئلہ کے لئے آپ کی طرف لگی ہوئی ہیں۔ دنیائے اسلام کے مسلمان اس مسئلہ کا مثبت حل چاہتے ہیں۔ اسے صرف مولویوں کا مسئلہ کہہ کر چیمہ صاحب آپ کو گمراہ کر رہے ہیں۔ علماء کرام قطعاً اس مسئلہ میں کسی قسم کی معمولی سی لچک پیدا کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ آپ اس بارے میں علماء کرام سے خود دریافت کرلیں۔ بلکہ میں ایسے عالم دین کا نام بتاتا ہوں جو آپ کے لئے دل میں نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ آپ ان سے پوچھ لیں کہ مسئلہ ختم نبوت فروعی امر ہے یا دین کا بنیادی مسئلہ ہے؟ اس کا تحفظ کرنا مسلمان حکومت کے لئے ضروری ہے یا نہیں؟ بھٹو صاحبؒ نے کہا کون سے عالم دین؟ میں نے کہا کہ مولانا ظفر احمد انصاریؒ آپ ان سے پوچھ لیں اگر وہ ختم نبوت کے مسئلہ کو فروعی مسئلہ سمجھتے ہوں تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ ہم تحریک سے لاتعلق ہو جائیں گے۔ بھٹو صاحبؒ نے چیمہ صاحب کی ڈیوٹی لگائی ہے کہ وہ مجھے (ظہور الٰہی) ساتھ لے کر مولانا ظفر احمد انصاریؒ سے ملیں اور ان کا مؤقف معلوم کریں۔ چنانچہ اب وقت ہو گیا ہے۔ چیمہ صاحب میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔ ہم دونوں نے مولانا ظفر احمد انصاریؒ سے ملنا ہے۔ مولانا مفتی زین العابدینؒ اور مولانا حکیم عبدالرحیم اشرفؒ کے چیمہ صاحب اور مولانا ظفر احمد انصاریؒ سے اچھے تعلقات تھے۔ چیمہ صاحب تو ویسے بھی فیصل آباد کے علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ طے ہوا کہ یہ دونوں حضرات بھی آپ کے ساتھ جائیں۔ چوہدری ظہور الٰہیؒ، افضل چیمہ، حکیم عبدالرحیم اشرفؒ، مولانا مفتی زین العابدینؒ اور مولانا ظفر احمد انصاریؒ کی طویل گفتگو ہوئی۔ مولانا ظفر احمد انصاریؒ نے صراحتاً فرمایا کہ ختم نبوت کا مسئلہ دین کا بنیادی مسئلہ ہے۔ اس کو فروعی مسئلہ قرار دینا غلط ہے۔ حقیقت میں خود افضل چیمہ اس مسئلہ میں ضد کر رہے تھے۔ تمام حضرات کی گرفت سے چیمہ صاحب نرم ہو گئے تو ہاتھ جھٹک کر کہا کہ اگر آپ لوگ ملک کی جڑیں اس طرح کھوکھلی کرنا چاہتے ہیں تو بڑے شوق سے جو چاہے کر جائیے۔ بہرحال مولانا ظفر احمد انصاریؒ کی گفتگو کی رپورٹ بھٹو صاحب کو دی گئی۔

اس کے بعد قومی اسمبلی کے دفاتر میں سب کمیٹی کا اجلاس تھا۔ ظہور الٰہیؒ، مفتی محمودؒ، پروفیسر غفور احمدؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، حفیظ پیرزادہؒ، مولانا کوثر نیازیؒ، افضل چیمہ شریک ہوئے۔ اجلاس میں جاتے وقت مولانا مفتی محمودؒ نے ہمیں حکم فرمایا کہ آپ لوگ چل کر راجہ بازار میں مجلس عمل کی میٹنگ کریں۔ میں نے مفتی محمودؒ سے استدعا کی کہ سب کمیٹی کی مثبت یا منفی جو بھی کارروائی ہو، ہمیں حکومت کے رویہ سے ضرور باخبر رکھیں۔ تاکہ اسی روشنی میں ہم مجلس عمل میں اپنی پالیسی طے کرسکیں۔ دارالعلوم (راجہ بازار) میں میٹنگ شروع ہوئی۔ آغا شورش کاشمیریؒ کی صحت ناساز تھی۔ وہ میٹنگ میں لیٹ شریک ہوئے۔ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ نے اجلاس کی صدارت فرمائی۔ سید مظفر علی شمسیؒ، سید محمود احمد رضویؒ، مولانا خواجہ خان محمدؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، سردار میر عالم خان لغاری، بندہ تاج محمودؒ، مفتی زین العابدینؒ، حکیم عبدالرحیم اشرفؒ، علی غضنفر کراروی، مولانا غلام اللہ خانؒ، مولانا غلام علی اوکاڑویؒ، مولانا احسان الٰہی ظہیرؒ، مولانا عبید اللہ انورؒ، نوابزادہ نصر اللہ خانؒ، زمان خان اچکزئی، مولانا محمد علی رضویؒ، مولانا عبدالرحمن جامعہ اشرفیہ، مولانا صاحبزادہ فیض رسول حیدر اور دوسرے کئی حضرات شریک اجلاس ہوئے۔ پوری مجلس عمل اس پر غور کر رہی تھی کہ اگر حکومت مطالبات تسلیم نہ کرے تو پھر ہمیں تحریک کو کن خطوط پر چلانا ہوگا اور اب مرزائیوں سے زیادہ حکومت سے مقابلہ ہوگا۔ سبھی حضرات تحفظ ناموس ختم نبوت کے لئے جان کی بازی لگانے پر تیار تھے۔ اتنے میں مولانا مفتی محمودؒ کا فون آگیا کہ حالات پر امید ہیں توقع ہے کہ سب کمیٹی کسی متفقہ مسودہ پر کامیاب ہو جائے گی۔ حفیظ پیرزادہ نے بھٹو صاحبؒ کو فون کر کے سب کمیٹی کی کارروائی سے باخبر کیا۔ بھٹو صاحبؒ نے تمام اراکین کمیٹی کو اپنے ہاں طلب کیا۔ تھوڑی دیر گفتگو ہوئی۔ بھٹو صاحبؒ نے تمام کا مؤقف سنا اور کہا کہ اب مزید وقت ضائع نہ کریں۔ رات بارہ بجے دوبارہ اجلاس ہوگا۔ آپ تمام حضرات تشریف لائیں۔ اس وقت دوٹوک فیصلہ کریں گے۔ ہم لوگ اپنی میٹنگ سے فارغ ہوئے۔ امید و یاس کی کیفیت طاری تھی۔ میں سخت پریشان تھا۔ بھٹو صاحبؒ جیسے چالاک آدمی سے پالا پڑا تھا۔ کسی وقت بھی وہ جھٹکا دے کر تحریک کو کچلنے کا فیصلہ کر سکتے تھے۔ تمام حالات ہمارے سامنے تھے۔ میں انتہائی پریشانی کے عالم میں مولانا محمد رمضان علویؒ کے گھر گیا۔ مجھے اندیشہ تھا کہ اگر فیصلہ صحیح نہ ہوا تو میری جان نکل جائے گی۔ ان کے ہاں کروٹیں بدلتے وقت گزارا۔ رات کو راجہ بازار کی جامع مسجد میں جلسہ عام منعقد ہوا۔

مقررین نے بڑی گرم تقریریں کیں۔ ہجوم آتش فشاں پہاڑ کی شکل اختیار کئے ہوئے تھا۔ اعلان کیا گیا کہ کل اگر ہمارے مطالبات نہ مانے گئے تو راجہ بازار میں شہیدان ختم نبوت کی لاشوں کا

انبار ہوگا۔ جوں جوں وقت گزرتا جارہا تھا، جلسہ کی تقریروں میں شدت پیدا ہوتی جارہی تھی۔ بھٹو صاحبؒ جلسہ کی ایک ایک منٹ کی کارروائی سے باخبر تھے۔ تمام حالات ان کے سامنے تھے۔ رات بارہ بجے حسب پروگرام بھٹو صاحب کی صدارت میں کیبنٹ کا اجلاس ہوا۔ پنڈی میں جلسہ ہورہا تھا۔ اسلام آباد میں میٹنگ ہورہی تھی۔

ڈیڑھ بجے کے قریب مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، پروفیسر غفور احمدؒ اور چوہدری ظہور الٰہیؒ ڈیڑھ گھنٹہ کے مذاکرات کے بعد جلسہ میں تشریف لائے۔ مولانا مفتی محمودؒ نے سٹیج پر چڑھنے سے قبل مجھے اشارہ سے بلوایا اور فرمایا۔ مبارک ہو۔ کل آپ کی انشاء اللہ العزیز جیت ہوجائے گی۔ لیکن اس کو ابھی افشانہ کریں کہ حکومت کا اعتبار نہیں ہے۔ میں سٹیج پر آیا۔ شیخ بنوریؒ کے کان میں کہا کہ افشانہ کریں۔ لیکن آپ کو مبارک ہو۔ شیخ بنوریؒ کے منہ سے بے ساختہ زور سے نکلا۔ الحمدللہ!

(تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء ج۳ ص۳۲۵ تا ۳۲۹)

آپ نے یہ طویل اقتباس ملاحظہ کیا۔ اگلے دن ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء ظہر کے بعد قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا اور متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت دے دیا گیا۔ سامعین گرامی! اس طویل اقتباس سے اتنی بات عرض مقصود تھی کہ ایک تو تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء جن نازک مراحل سے گزری۔ اس کی تفصیل آپ کے سامنے آجائے۔ دوسرا یہ کہ حضرت مولانا مفتی محمودؒ اپنے گرامی قدر رفقا کے ساتھ جناب بھٹو اور ان کے رفقا سے مشورے کر رہے تھے اور ادھر شیخ بنوریؒ اور مولانا خواجہ خان محمدؒ پورے ملک کی دینی قیادت کے ساتھ سر جوڑ کر حالات کی گتھی سلجھانے کے لئے فکر مند تھے۔ حضرت قبلہ بھی حضرت بنوریؒ کے ساتھ تحریک کے ہر لمحہ و ہر آن میں برابر کے شریک تھے۔ تحریک کامیاب ہوئی۔ اس پر دو باتوں کو پھر یاد کریں۔

۱...... حضرت اعلیٰ نے حضرت خواجہ محمد عمر سے مولانا خواجہ خان محمدؒ کو کیوں مانگا تھا اور پھر۔

۲...... حضرت ثانی نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں حضرت قبلہ کو اپنی جگہ کیوں گرفتار کرایا اور ان دو باتوں کو حضرت ثانی کے اس فرمان کی روشنی میں پڑھیں:

''میں مولانا خواجہ خان محمد صاحب کو تیار کررہا ہوں۔''

وہ تیاری تھی امت مسلمہ کی مسئلہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے قیادت وسیادت جو حضرت شیخ بنوریؒ کے بعد حضرت قبلہؒ کے حصہ میں آئی۔

☆☆......☆☆

جھوٹے نبی کے پیروکار جہنمی ہیں: مولانا قاضی احسان احمد

کراچی (رپورٹ: محمد قاسم احمد) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے زیر اہتمام جامع مسجد فلاح نصیر آباد بلاک ۱۴ میں مجلس کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد تشریف لائے اور اپنے مخصوص خطیبانہ انداز میں انتہائی پرسوز بیان میں کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے خالق اور مالک ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے مقتدا و راہنما ہیں، ان کی اقتدا اور اتباع ہی راہ نجات ہے، جو شخص ہم کو دنیاوی معاملات میں اچھے مشورے دے اور اچھے کاروبار کے لئے راہ بھائے، ہم اس کو اپنا محسن سمجھتے ہیں، لیکن جو ہمارے دین کے بارے میں ہماری راہنمائی کرے، ہمیں باطل فتنوں اور فرقوں سے بچائے ہم اس کو پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں دیتے کیونکہ ہم کو ظاہری آنکھ سے وہ نفع نظر نہیں آتا جو آخرت میں ملنے والا ہے۔ شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ دنیا کی مثال نقش ونگار والے سانپ کی سی ہے، جس طرح یہ سانپ بظاہر بڑا خوبصورت نظر آتا ہے، لیکن درحقیقت بڑا زہریلا ہوتا ہے، اسی طرح دنیا بھی بظاہر بڑی حسین لیکن انجام کے اعتبار سے بہت خطرناک ہے۔ اللہ کا عذاب قریب ہے، اس کا کوڑا ہمارے سروں پر مسلط ہے لیکن ہم توبہ استغفار کرنے کی بجائے اپنی مستیوں اور گناہوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہمارے حکمران مسلمانوں سے مخلص ہونے کی بجائے دین دشمنوں اور ملک دشمنوں سے پیار و محبت کی پینگیں بڑھا رہے ہیں۔ ہمارا پرنٹ میڈیا قادیانیوں کی حمایت میں بعد آگے بڑھ گیا ہے۔ ہم قادیانی مرکز پر حملے کی پرزور مذمت کرتے ہیں ہم نے کبھی اس بات کی ترغیب نہیں دی کہ اس طرح کی دہشت گردی کی کارروائیاں کی جائیں اور ملک کے قانون کی دھجیاں اڑائی جائیں، حکمران ملزمان کو گرفتار کرکے قانون کے مطابق کارروائی کریں۔ ہم نواز شریف کے حالیہ بیان کی پرزور مذمت کرتے ہیں جس میں انہوں نے قادیانیوں کو اپنا بھائی کہا ہے۔ قادیانی کسی مسلمان کے بھائی نہیں ہوسکتے۔ جونیئر مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ کہنا کہ ہمارا اور مسلمانوں کا کوئی اختلاف نہیں سراسر جھوٹ اور دھوکا ہے۔ ہمارا اور قادیانیوں کا اصولی اختلاف ہے فروعی نہیں، ہمارا ان سے عقائد میں اختلاف ہے اور اس اختلاف سے کفر لازم آتا ہے، ہمارا اور ان کا آئین اور دستور کا اختلاف ہے، مسلمانوں اور قادیانیوں کا سب سے پہلا اور بنیادی اختلاف یہ ہے کہ مسلمانوں کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور قادیانیوں کا نبی جھوٹا مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ قرآن وسنت کا طے شدہ فیصلہ ہے کہ جھوٹے نبی کے پیروکار جہنمی ہیں۔ مرزا قادیانی نے جہاد کا انکار کیا، اسی لئے کافر ہے۔ مرزا قادیانی نے حیات عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا، قرآن کی نصوص کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہے۔ کوئی مسلمان کسی قادیانی یا حکومت میں بیٹھے قادیانی نواز کی باتوں میں نہ آئے۔ ٹی وی پر آنے والے ہنکر پرسن صرف گمراہی پھیلا رہے ہیں، یہ لوگ قادیانیت نوازی میں حد سے آگے بڑھ گئے ہیں، دین کے دشمن انشاء اللہ خائب وخاسر ہوں گے۔

ایمان افروز کہانی

میں نے اسلام کیوں قبول کیا!!

ڈاکٹر اسماء علی

میں گنگا نگر، راجستھان کے ایک زمین دار خاندان میں ۶/ جنوری ۱۹۷۷ء کو پیدا ہوئی، میرے دادا راجستھان میں بی جے پی کے بڑے لیڈر ہیں، کئی بار راجستھان گورنمنٹ   میں رہے ہیں، اکثر ایم ایل اے اور ایک بار ایم پی رہے ہیں، گزشتہ الیکشن میں وہ پہلی بار الیکشن ہارے، میرے والد صاحب بھی دادا کے ساتھ شروع سے رہے، انہوں نے ایم بی بی ایس کیا تھا، کچھ روز پریکٹس کی، بعد میں سیاست سے جڑ گئے، ایک بار وہ بھی ایم ایل اے ہوئے، میرا نام کلپنا انہوں نے رکھا تھا، میرا ایک بڑا اور ایک چھوٹا بھائی ہے۔

بائیوسبجیکٹ سے بارھویں کلاس پاس کی، ایم بی بی ایس کے داخلے کے کئی امتحانوں میں پاس نہ ہوسکی تو ہمارے والد نے آرمینیا میں ایم بی بی ایس میں داخل کرادیا، وہیں سے میں نے ایم بی بی ایس کیا اور وہیں ڈاکٹر یوسف علی سے میری شادی طے ہوئی، کورس میں چھٹیوں کے دوران چوتھے سال میری شادی ہوئی اور اسی سال میں نے اسلام قبول کیا، آج کل ہم لوگ ہماچل میں ایک ہسپتال میں کام کررہے ہیں۔

آرمینیا میں زیر تعلیم تھی، اپنے کلاس فیلو ڈاکٹر یوسف علی سے میرے تعلقات ہوگئے، اگرچہ وہ دین دار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں، میرا گھرانہ بھی ہندوانہ روایات کا بہت کٹر حامی، بلکہ داعی رہا ہے، مگر عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ کیسی ہی مشرقی اور مذہبی روایات میں پلے بڑھے لڑکے لڑکیاں ہوں باہر ملکوں میں جا کر اپنی خاندانی روایات کو بالکل بھول جاتے ہیں، بلکہ عام طور پر یہ دیکھا جاتا ہے کہ مشرقی روایات کے لوگ نہ جانے کیوں وہاں جا کر یورپین لوگوں سے بھی زیادہ آزادی اور مغربی طریقوں میں بہہ جاتے ہیں، ایسا ہی ہم دونوں کے ساتھ ہوا، بہت ہی جلد ہم دونوں نے طے کرلیا کہ ہم دونوں کو شادی کرنی ہے، یہ خیال کئے بغیر کہ ہم دونوں دو بالکل مخالف مذہبوں اور مخالف سوچ رکھنے والے خاندان کے ہیں۔

ڈاکٹر یوسف علی نے مجھ سے کہا کہ مذہب تو اپنا ذاتی معاملہ ہے، شادی سے اس کا کیا تعلق ہے، یہ تو پرانے زمانے کی باتیں تھیں، اب دنیا بہت آگے نکل گئی ہے، ہم لوگ ڈاکٹر بننے جارہے ہیں، تم اپنے مذہب کو فالو کرنا (مانتے رہنا) اور میں اپنے مذہب کو مانتا رہوں گا، ہم لوگ ہندوستان جا کر کورٹ میرج کرلیں گے، میں بھی تیار ہوگئی۔ ڈاکٹر یوسف علی کے ایک خالہ زاد بھائی ڈاکٹر عابد آرمینیا میں رہتے تھے، ان کو ڈاکٹر یوسف علی نے بتادیا وہ بہت دین دار اور نمازی نوجوان تھے، انہوں نے ڈاکٹر یوسف علی کو بہت سمجھایا کہ تم ایک دین دار گھرانے کے آدمی ہو، تمہارے تایا اتنے بڑے عالم ہیں، کسی کافر مشرک سے کسی مسلمان کی شادی ہرگز نہیں ہوسکتی، قرآن پاک میں صاف صاف منع کیا گیا ہے، ساری عمر حرامکاری ہوگی، اولاد بھی حرام ہوگی، مگر ان کی سمجھ میں نہیں آیا، دو تین مہینے تک وہ کوشش کرتے رہے، مجبور ہوکر انہوں نے ڈاکٹر یوسف علی کے گھر اطلاع کردی، ہندوستان سے گھر والوں کے فون آتے رہے، ڈاکٹر صاحب کے تایا مولوی حامد علی صاحب کے کئی فون آئے، ایک بار ایک گھنٹے تک بات کی، مگر ڈاکٹر یوسف کی سمجھ میں نہیں آیا   مسلمان کرنے اور پھر نکاح کو دردسری سمجھتے تھے، ان کا یہ بھی خیال تھا کہ میں بی جے پی کے نیشنل لیڈر کی بیٹی ہوں، میں کسی طرح مسلمان ہونے کو تیار نہیں ہوسکتی، وہ ڈرتے تھے کہ مسلمان ہونے کے لئے کہنے پر میں ان سے ناراض ہوکر ارادہ ترک نہ کردوں، اصل میں وہ مجھے بے حد چاہتے تھے، مجھے بھی دلچسپی تھی مگر لوگوں کے مزاج مختلف ہوتے ہیں، کچھ لوگ جذباتی ہوتے ہیں، میرے مزاج میں اللہ نے ہمیشہ ٹھہراؤ دیا ہے، وہ میرے رویے سے یہ سمجھتے تھے کہ مجھے کچھ زیادہ ان کی طرف جھکاؤ نہیں ہے، پھر یہ بھی خیال تھا کہ ایسے سرکردہ ہندو راہنما کی بیٹی کو مسلمان کرنے سے ایک زبردست لابی ان کی اور ان کے خاندان کی مخالف ہوجائے گی اور نہ جانے بات فسادات وغیرہ تک نہ جا پہنچے۔ ڈاکٹر عابد کوشش کرتے کرتے تھک گئے، مگر ڈاکٹر یوسف علی مجھے مسلمان کر کے نکاح کے لئے آمادہ نہیں ہوئے، مگر میرے کریم رحمٰن و رحیم اللہ نے مجھ کم ترین گناہ گار بندی پر رحمت فرمائی تھی، میرے پیارے محسن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کروڑوں اور اربوں درود وسلام ہوں، آپ پر اور آپ کی آل پر اور آپ کے اصحاب پر، آپ کے شہر مقدس کے کتوں پر) آپ نے کیسی سچی بات فرمائی:

"کچھ لوگ ایسے ہیں جن کی گردن
پکڑ کر اللہ تعالیٰ جنت میں زبردستی داخل
فرمائے گا۔"

میرا حال بھی کچھ اسی طرح ہے کہ زبردستی میرے اللہ نے مجھے ایمان والوں میں شامل کردیا، اگرچہ اس کا مجھے احساس ہے کہ ابھی میں نام کی مسلمان ہوں، میرے کریم اللہ جس نے مجھے نام کے لئے کلپنا سے اسماء علی بنادیا، اس کی رحمت سے کیوں امید نہ کروں کہ وہ ضرور بالضرور مجھے میرے ساری ناکاری کے باوجود مومن حقیقی بنادے گا، میرا اللہ، میرا کریم اللہ ماں سے ستر گنا زیادہ مامتا رکھنے والا میرا رحمٰن و رحیم اور ہادی رب ضرور مجھے کامل مومنہ نہیں تو کسی درجے میں ایمان کی حقیقت سے نواز کر اپنے گھر بلائے گا بلکہ اللہ کے خزانے میں کیا کمی ہے، ضرور انشاء اللہ ضرور کامل مومنہ بنا کر بلائے گا۔

بی جے پی کے ایک سرکردہ لیڈر کے یہاں پیدا ہوئی لڑکی کے لئے اس طرح اسلام لانا کیسا عجوبہ ہے؟ یہ احساس رونگٹے کھڑے کردینے والا ہے اور پھر بغیر طلب، تلاش اور اپنی حاجت کے، خواب میں بھی مجھے حق کی تلاش کا تصور نہیں تھا، نہ اس کا احساس تھا کہ حق کو تلاش کرکے اس کا ماننا میری پہلی ذمہ داری ہے، ایسا رواج اور ماحول نہیں تھا، آرمیڈیا میں میرے ساتھ خاصے مسلم لڑکے/لڑکیاں ہندوستان، پاکستان اور عرب ممالک کے بھی پڑھتے تھے، مگر ان میں سے کسی کو بھی دعوت کا احساس نہیں تھا، میرے جاننے والوں میں صرف ڈاکٹر عابد تھے، جو بس یہ چاہتے تھے کہ ڈاکٹر یوسف ہندو یا ہندو جیسے نہ بنیں، اس حال میں میرے اللہ کا کفر و شرک کی آگ میں پھنسی ہوئی بندی کو اسلام کے سایۂ رحمت میں دھکیل دینا کیسا بڑا کرم ہے۔

ڈاکٹر عابد جب ڈاکٹر یوسف کو سمجھا سمجھا کر تھک گئے، مگر وہ مجھے مسلمان کرنے کے لئے آمادہ نہ ہوئے تو ڈاکٹر عابد میرے قریب ہوئے اور ایک روز مجھ سے وقت لے کر بات کی اور کہا: بتایئے کیا آپ ڈاکٹر یوسف علی سے شادی کرنے والی ہیں؟ ایک ضروری بات آپ سے کرنا چاہتا ہوں، انسان ایک سماجی جانور ہے، اسے پل پل خاندان، عزیز و اقارب کی ضرورت ہوتی ہے، آپ تو بی جے پی کے سرکردہ راہنما کی بیٹی ہیں، اگر آپ نے ایک مسلمان سے کورٹ میرج کی تو آپ کے خاندان والے تو آپ سے بالکل کٹ جائیں گے، ڈاکٹر یوسف علی صاحب کے گھر والے بھی آپ کو قبول نہیں کریں گے، اگر آپ مسلمان ہوکر اسلامی طریقے پر نکاح کرلیں تو میں کوشش کروں گا کہ ڈاکٹر یوسف علی کے گھر والے آپ کو بہو بنا کر قبول کرلیں اور مجھے امید ہے کہ میں ان کو راضی کرلوں گا، ایک خاندان سے آپ کٹیں گی تو ایک خاندان تو آپ کا ہوگا۔

یہ بات ایسی مناسب تھی کہ میرے دل کو لگ گئی، میں نے ڈاکٹر یوسف علی سے کہا: میں مسلمان ہوکر اسلامی طریقے پر آپ سے نکاح کروں گی، ڈاکٹر یوسف علی مجھے منع کرتے رہے، مگر میرے ذہن میں ڈاکٹر عابد کی بات ایسی بیٹھ گئی تھی کہ میں اس پر اڑ گئی اور میں نے ڈاکٹر یوسف علی سے صاف صاف کہہ دیا کہ میں صرف اس شرط پر آپ سے شادی کے لئے تیار ہوں کہ آپ مجھے مسلمان کریں اور پھر اسلامی انداز میں آپ کے والدین مجھ سے آپ کا نکاح کریں، یہ کام ان کو بہت مشکل لگا، مگر ڈاکٹر عابد نے اس میں بہت اچھا کردار ادا کیا، انہوں نے ڈاکٹر یوسف کے گھر والوں کو سمجھایا کہ اگر آپ ڈاکٹر یوسف صاحب کا نکاح کلپنا سے نہیں کریں گے تو یہ لوگ کورٹ میرج کرلیں گے بلکہ وہ کورٹ میرج کرنے والے تھے میں نے بہت کوشش کرکے خاندان کی عزت بچانے کے لئے خصوصاً مولوی حامد علی صاحب کے نام کی لاج بچانے کے لئے کئی مہینوں کی کوشش کے بعد ان کو تیار کیا ہے، بہرحال گھر والے تیار ہوگئے۔

چوتھے سال کی چھٹیاں تھیں، میں نے اس بار گھر والوں سے چھٹیوں میں گھر نہ آسکنے کا بہانہ بنالیا اور ہم لوگ کوٹہ پہنچے۔ ڈاکٹر یوسف علی کے دوست ڈاکٹر آصف ہیں جو اسی سال مولانا آزاد میڈیکل کالج دہلی سے ایم بی بی ایس سے فارغ ہوئے تھے، وہ مولوی محمد کلیم صدیقی صاحب سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے بالکل عاشق زار ہیں، وہ ملنے آگئے۔ ڈاکٹر یوسف نے ان کو ساری بات بتائی، انہوں نے مجھے کلمہ پڑھنے کو کہا کہ شادی جب ہوگی ہوجائے گی، آپ کلمہ فوراً پڑھ لیں، موت کا وقت نہ جانے کب آجائے، میں نے کہا: جب شادی ہوگی، تب کلمہ پڑھوں گی، ہم دونوں نے بہت زور دیا کہ ایک سال اور ایم بی بی ایس کرنے کے بعد ہم لوگ شادی کریں گے، مگر وہ ضد کرتے رہے، انہوں نے کہا کہ کلمہ بھی ابھی پڑھیں اور نکاح بھی فوراً کرلیں، اس لئے کہ قانون اصل اللہ کا ہے، اس قانون کے مطابق آپ دونوں کو ملنے دیکھنے اور اس طرح بولنے کا حق نہیں ہے، جب تک آپ کا نکاح نہیں ہوگا، آپ زنا کے گناہگار ہوتے رہیں گے، ڈاکٹر آصف ماشاء اللہ بہت دین دار اور کٹر مذہبی شخص ہیں، دیکھنے میں مولوی لگتے ہیں، میرے شوہر ان سے بہت تعلق رکھتے ہیں، ان کے زور دینے پر ڈاکٹر یوسف علی اور ان کے گھر والے راضی ہوگئے، میں نے کلمہ پڑھا اور ڈاکٹر آصف نے میرا نکاح پہلے بس چند گھر والوں کے سامنے مہر فاطمی پر پڑھایا، میرا نام اسماء علی رکھا اور بتایا کہ مولوی محمد کلیم صدیقی صاحب کی صاحبزادی کا نام اسماء ہے، جو مولوی صاحب کے بقول ان کی دعوت کی استاد ہیں، ان کے نام پر میں نے آپ کا نام رکھا ہے، انشاء اللہ، اللہ آپ سے بہت کام لے گا، بعد

میں مولوی حامد علی صاحب کو معلوم ہوا تو انہوں نے میرا نکاح دوبارہ پڑھایا اور عدالت سے رجسٹریشن اور قانونی کارروائی پوری کرائی۔

نکاح کے ایک ہفتے بعد ڈاکٹر آصف کی فرمائش اور ضد پر ان کے گھر دہلی آئے، ڈاکٹر آصف کی بہن ایک گرلز اسکول میں پڑھاتی ہیں، انہوں نے مجھے سب سے پہلے مولوی صاحب کی کتاب ''آپ کی امانت، آپ کی سیوا میں'' پڑھنے کو دی اور مجھ پر زور دیا کہ اس کتاب کو آپ کم از کم تین بار پڑھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیسا فضل و کرم کا معاملہ کیا ہے۔ ڈاکٹر آصف صاحب کی بہن صفیہ باجی بہت ہی قابل اور بڑی محبت بھری شخصیت کی مالک ہیں، میں پہلی ملاقات میں ان سے بہت متاثر ہوئی اور میں نے ''آپ کی امانت، آپ کی سیوا میں'' تین بار پڑھی، چھوٹی سی اس کتاب کو تین بار پڑھنے سے اسلام کو میری سب سے بڑی ضرورت کے ساتھ میری پہلی پسند بنا دیا۔ میں مسلمان اتفاقاً ہوئی تھی مگر الحمدللہ! اب شعوری طور پر مسلمان ہوگئی، میں نے ڈاکٹر آصف صاحب سے درخواست کی کہ میں چاہتی ہوں کہ اللہ نے مجھے اپنے فضل سے زبردستی مسلمان بنایا ہے تو میرے شوہر جو میری زندگی کے ساتھی ہیں اور جن کے سائے میں مجھے اپنی پوری زندگی گزارنی ہے، وہ بھی مسلمان ہو جائیں، وہ مسلمان گھرانے میں پیدا تو ضرور ہوگئے ہیں مگر وہ مسلمان کہاں ہیں؟ وہ مجھ سے غیر اسلامی طریقے پر کورٹ میرج کرنے پر تیار تھے، مسلمان کسی قوم کا نام نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے سامنے اپنے آپ کو سرنگوں کرنے اور اسے ماننے کا نام ہے۔ میری خواہش ہے کہ میرے شوہر بھی مسلمان ہوجائیں۔ انہوں نے چھٹیوں میں ایک چلے کے لئے جماعت میں جانے کا مشورہ دیا، شروع میں یہ بات ڈاکٹر یوسف علی کے لئے بڑی مشکل تھی مگر میں نے بھی ضد کی اور ڈاکٹر آصف نے بھی ضد کی تو وہ راضی ہوگئے مگر جاتے وقت ان کو بہت زور پڑ رہا تھا، وہ خود کہتے ہیں کہ ڈاکٹر آصف جب مجھے جماعت میں جانے سے پہلے مولوی کلیم صدیقی صاحب کے یہاں لے کر گئے تو مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ مجھے گرفتار کر کے جیل میں لے جا رہے ہیں، چالیس دن میں کیسے گزاروں گا؟ مگر اوکھلا جا کر مولوی صاحب سے ملاقات ہوئی، مولوی صاحب نے چند منٹ بات کی تو وہ خوش دلی سے جماعت میں جانے کے لئے تیار ہوگئے، ممبئی کی ایک جماعت کے ساتھ ان کا وقت متھرا میں لگا اور الحمدللہ! وہاں سے باقاعدہ داڑھی بلکہ اگر یہ کہوں کہ میرے شوہر مسلمان ہوکر واپس آئے تو یہ بھی سچ ہوگا۔

ہمیں واپس آرمینیا ایم بی بی ایس مکمل کرنے جانا تھا، جانے سے پہلے ہم لوگ مولوی صاحب سے ملنے کے لئے گئے، مولوی صاحب نے ہمیں سمجھایا کہ اسلام قبول کر کے گویا آپ کی نئی زندگی شروع ہوگئی ہے، اب آپ مسلمان اور صرف مسلمان ہیں، بلکہ خیر امت کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے داعی ہیں، مسلمان کو جہاں بھیجا جاتا ہے دعوت کے لئے بھیجا جاتا ہے، اب آپ آرمینیا ایم بی بی ایس مکمل کرنے کے بجائے دعوت کی نیت سے جائیں، الحمدللہ ہم دونوں نے دعوت کی نیت کی، چلتے وقت مولوی صاحب سے بیعت بھی کی اور دعوت کے مقصد سے اس بار کے سفر کا عہد بھی کیا، الحمدللہ اس نیت کی برکات کھلی آنکھوں سے دکھائی دیتی رہیں، ایک سال میں، میں نے قرآن بھی ایک عرب لڑکی سے پڑھا، اردو پڑھی، عربی زبان مجھے ایک درمیانی عالمہ کی طرح آگئی ہے، اکثر مسنون دعائیں یاد ہوگئی ہیں اور پاکستان سے منگا کر میں نے سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔

دین کو بلکہ دعوت کو مقصد بنانے کی برکت سے میں نے ایم بی بی ایس کے پچھلے چار سالوں سے زیادہ فائنل ایئر میں نمبر حاصل کئے۔

دعوت ہماری زندگی کی دھن تھی الحمدللہ آرمینیا، بنگلہ دیش، انڈیا اور پاکستان کے ۱۲۱ لڑکے لڑکیاں اور ہمارے کالج کے اچھے اساتذہ مسلمان ہوئے۔

بنگلہ دیش کے دو برہمن اور پاکستان کے چار سندھی ہندو مسلمان ہونے کے بعد الحمدللہ بڑے اچھے ڈاکٹر بن کر دعوت کی نیت کر کے واپس ہوئے ہیں۔ ہندوستان آکر احساس ہوا کہ وہاں کام کرنا زیادہ آسان ہے، اگر آدمی کو دھن لگ جائے تو کام یہاں بھی آسان ہے، مگر وہاں زیادہ آسان ہے۔

ہندوستان واپس آئے چوتھا سال ہے، الحمدللہ ہم جہاں بھی رہے، عورتوں کا باقاعدہ اجتماع ہوتا رہا اور میرے شوہر باجماعت نماز کا اہتمام کرتے ہیں، دو سال ہم دہلی میں رہے، صفدر جنگ اور رام منوہر لوہیا ہسپتال میں کام کیا، اب دو سال ہماچل میں ہونے والے ہیں۔ الحمدللہ ۲۸ ڈاکٹر میری دعوت پر مسلمان ہوگئے ہیں، جن میں سے چھ لڑکیوں کی مسلمانوں سے شادی ہوگئی ہے، چند ایسی ہیں جنہوں نے اعلان نہیں کیا ہے، میرے شوہر اور ہمارے وسیلے سے ایک سو سے زائد لوگ اللہ تعالیٰ نے ہدایت یاب فرمائے ہیں، ان میں ایک آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز کے بہت بڑے افسر بھی ہیں جو اب ریٹائرڈ ہوگئے ہیں، مگر ظاہر ہے ابھی بہت کمی ہے، ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔

میں نے آرمینیا سے ایم بی بی ایس کے آخری سال میں فون پر گھر والوں کو شادی کی اطلاع دے دی تھی، میرے والد اور دادا نے فون پر کہہ دیا کہ تو ہمارے لئے مر چکی ہے، ہمیں فون مت کرنا، اس کے بعد سے میرا فون ریسو نہیں کرتے ہیں، آواز سنتے ہی

کاٹ دیتے ہیں، انہوں نے اپنے علاقے میں اور لوگوں میں میرے بارے میں بتادیا ہے کہ کلپنا آرمیلیا میں جا کر مرگئی۔

میں بہت خط لکھتی ہوں، مگر وہ جواب نہیں دیتے، میرے گھر والے ایک کٹر تنظیم سے سیاسی طور پر وابستہ ہیں، مگر ذاتی زندگی میں اکثر لوگ اچھے انسان ہیں، نہ جانے میرے خاندان کا کیا ہوگا؟ میں مولوی صاحب سے جب بھی ملتی ہوں بہت گزارش کرتی ہوں، پچھلی بار جب میں گرمیوں میں آئی تھی تو مولوی صاحب کے ہاتھ پکڑ کر خوب روئی، مولوی صاحب! میرے خاندان کا کیا ہوگا؟ مولوی صاحب میرے دادا، میری دادی، میری ممی، میرے بھائی، میرے انکل اگر کفر کی حالت میں مرگئے تو کس طرح دوزخ میں جلیں گے؟ مولوی صاحب بہت عجیب سے ہوگئے مگر مجھے احساس نہ ہونے دیا۔ ذرا مجھے ہوش آیا تو مولوی صاحب نے مجھے سمجھایا کہ شریعت کا ہر حکم ہمارے لئے اصل ہے، آپ شریعت کی نگاہ میں میرے لئے نامحرم ہیں، برقعہ پہننے سے پابندیاں ختم نہیں ہوتیں، اگر آپ جذبات میں شریعت کے احکام کا لحاظ کرنے کی عادت نہیں ڈالیں گی تو شیطان آپ کو برباد کردے گا۔

الحمدللہ! تیسرا سال ہے جب میں نے برقع پہننا شروع کیا، کچھ لوگ ذرا اجنبیت محسوس کرتے ہیں، مگر اکثر لوگ مرعوب ہوتے ہیں۔

قارئین! میرے خاندان والوں کی ہدایت کے لئے دعا کریں اور اس اہم بات کو سامنے رکھیں کہ اسلام کسی قوم یا برادری کا نام نہیں کہ گجر کے گھر میں پیدا ہوا تو گجر، جاٹ کے گھر میں پیدا ہوا تو جاٹ اور مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا تو مسلمان بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور اس کے قانون اسلام کو اپنے لئے خیر سمجھ کر، اس کے سامنے خود سپردگی اور اسے ماننے کا نام اسلام ہے، جس کا شعور دعوت کو مقصد زندگی بنائے بغیر نصیب نہیں ہوسکتا۔ ☆☆

ختم نبوت کا منکر پورے دین کا منکر ہے: مولانا اللہ وسایا مدظلہ

کراچی (رپورٹ: ابراہیم حسین) ختم نبوت کے انکار سے دین اسلام کی پوری عمارت زمین بوس ہوجائے گی۔ ہمارا آخری امت ہونا اور دین کی تبلیغ کرنا بھی ختم نبوت کا صدقہ ہے۔ ان خیالات کا اظہار شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے میٹروول سائٹ کراچی کی مسجد عائشہ میں کیا۔ مدرسہ اشرفیہ امدادیہ کے مہتمم اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ میٹروول کے نائب امیر مفتی عبدالجبار کی خصوصی دعوت پر مولانا اللہ وسایا تشریف لائے تھے۔ اس موقع پر انہوں نے ختم نبوت کی عظمت واہمیت اجاگر کرتے ہوئے کہا کہ سابقہ امتوں کی آسمانی کتابیں بھی اصل حالت میں نہ رہ سکیں، یہ ختم نبوت کا صدقہ ہے کہ قرآن مجید جس طرح آسمان سے نازل ہوا تھا، اپنی آب وتاب کے ساتھ بغیر کسی حرف ونقطہ کی کمی بیشی کے محفوظ ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، اگر آپ کے بعد کسی نبی نے آنا ہوتا تو آج ہم مسلمان کہلانے کی بجائے اس نبی کے امتیوں کا جو نام ہوتا اس سے پکارے جاتے۔ آپ کے بعد دین اسلام کی تبلیغ کی ذمہ داری مسلمانوں پر عائد ہوتی ہے، یوں قرآن کا اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہونا، ہمارا مسلمان کہلوانا اور ہم پر تبلیغ کی ذمہ داری عائد ہونا خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا صدقہ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی نہ ماننا گویا پورے دین سے انحراف کے مترادف ہے۔ ایک شاعر نے کہا ہے کہ لوگ کعبہ کا طواف کرتے ہیں مجھے پورا بیت اللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طواف کرتا نظر آتا ہے۔ میں اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر کہتا ہوں کہ مجھے پورا دین آپ کے اردگرد گھومتا نظر آتا ہے۔

لاہور میں گڑھی شاہو اور ماڈل ٹاؤن میں ہونے والے بم دھماکوں پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ بم دھماکوں کے بعد ہم نے بیان دیا تھا کہ قادیانیوں کو اس واقعہ پر افسوس ہے تو ہمیں ان سے زیادہ صدمہ ہے۔ اس واقعہ سے پاکستان کی بدنامی ہوئی اور مرنے والے حالت کفر پر مرے، کاش ایمان سینہ سے چمٹائے دنیا سے باعزت رخصت ہوتے۔ ہم نے اس موقع پر بیان دیا تھا کہ حکومت ملزم کے ذریعہ نادیدہ ہاتھوں کو طشت از بام کرے، تشویش کی بات ہے تاحال کوئی پیش رفت نہیں ہوئی، جس سے کئی سوالات جنم لیتے ہیں۔ ۱۹۴۹ء میں جب سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جماعت کی بنیاد رکھی گئی ہے کبھی جماعت نے قادیانیوں پر ہتھیار اٹھانے کی بات نہیں کی۔ اس واقعہ سے امریکا، بھارت، ایجنسیاں اور قادیانی ٹولہ فائدہ اٹھائے گا۔ امریکا اور بھارت پاکستان کے دیگر علاقوں میں بھی فوج اور عوام کو باہم دست وگریبان دیکھنے کے خواہاں ہیں، وہ پاکستان کی ایٹمی طاقت کے پیچھے ہاتھ دھوکر پڑگئے ہیں۔ ایجنسیاں دینی قوتوں کے خلاف بہانہ ڈھونڈنا چاہتی ہیں اور قادیانی مرتد اپنے لئے نرم گوشہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ پاکستان کے آئین میں قادیانی کافر ہے، انہیں اپنے آپ کو مسلمان باور کرانے، اپنی عبادت گاہوں کو مساجد کہلوانے اور اعلانیہ تبلیغ وعبادت کی اجازت نہیں۔ اس واقعہ کے بعد سے وہ میڈیا میں اپنے آپ کو کھلم کھلا مسلمان کہہ رہے ہیں، اپنی عبادت گاہوں کو مساجد کا نام دے رہے ہیں۔ یہ قادیانیوں کی بھول ہے کہ ہم انہیں دوبارہ پاکستان میں اعلانیہ طور پر شیطانی افکار سے فضا مکدر کرنے دیں گے۔ شاید قادیانیوں کی نئی پود ہماری قربانیوں سے بے خبر ہے۔ ختم نبوت پر پاکستان کا ادنیٰ مسلمان بھی جان کی بازی لگانے کے لئے ہمہ وقت تیار ہے، اس موقع پر سامعین مسجد نے آواز بلند کہا کہ ہم قادیانیوں کے مکروہ عزائم ہرگز پورے ہونے نہیں دیں گے۔

خبروں پر ایک نظر

اٹھارہ روزہ شعورِ ختم نبوت وفہم دین کورس

خان پور ... عقیدہ ختم نبوت کو سمجھنے اور فتنہ قادیانیت کے تعاقب اور اس سے واقفیت حاصل کرنے نیز حالات حاضرہ اور پورے اسلام پر چلنا کیسے ممکن ہے؟ اس سلسلہ میں شعور وآگاہی کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خان پور ضلع رحیم یار خان نے ”شعور ختم نبوت وفہم دین کورس“ کے نام سے اٹھارہ روزہ کورس منعقد کیا گیا۔ جامع مسجد مدنی جو کہ شہر کے وسط میں واقع ہے کے وسیع وعریض صحن میں کورس کی ابتدا ہوئی تو تل دھرنے کی جگہ باقی نہ رہی۔ اس جامع مسجد کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہاں بھی حافظ الحدیث، امیر جمعیت علمائے اسلام حضرت مولانا عبداللہ درخواستی مستقلاً درس دیتے رہے، ایسے ہی شیخ الحدیث حضرت مولانا شفیق الرحمٰن درخواستیؒ، مولانا انیس الرحمٰن درخواستی شہیدؒ اور مولانا امیر محمد تونسوی تا حال شیخ الحدیث جامعہ مخزن العلوم خان پور مختلف اوقات میں صدائے قال اللہ و قال الرسول بلند فرماتے رہتے ہیں۔

اٹھارہ دن مسلسل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد راشد مدنی اہلیان خان پور کی علمی پیاس بجھاتے رہے۔ بلا مبالغہ پورا خان پور اس کورس سے فیضیاب ہوا اور کثیر تعداد میں مرد وخواتین شریک ہوئے۔ کورس میں خان پور کے اہلیان کے علاوہ لیاقت پور، کوٹ سمابہ بستی، دین پور شریف، ترنڈہ محمد پناہ، مد بھورا، فیروزہ، رحیم یار خان، کوٹلہ پٹھان جھنڈ جھنڈ اور بہت ساری قرب وجوار کی بستیوں سے شرکا بہت بڑی تعداد میں آتے رہے۔ کورس کے پہلے دن شرکائے کورس کی تعداد چھ سو تھی جو بڑھتے بڑھتے پندرہ سو تک پہنچ گئی، اسی طرح پانچ سو کے قریب خواتین بھی مستقلاً شریک رہیں۔ کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر سیر حاصل گفتگو کی گئی:

حقانیت اسلام پر انتہائی مضبوط دلائل جس سے ثابت کیا گیا کہ اس وقت حق مذہب صرف اور صرف اسلام ہے۔ حضرت مہدی علیہ الرضوان کی حقیقت قرآن وسنت کی روشنی میں واضح کی گئی اور ثابت کیا گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ مہدویت میں جھوٹا ہے۔ عقیدہ حیات عیسیٰ علیہ السلام پر مذہب اسلام، یہودیت، عیسائیت اور مرزائیت کا نقطہ نظر، نیز ثابت کیا گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ مسیحیت میں جھوٹا ہے، تحریک ختم نبوت عہد صدیق اکبرؓ سے لے کر دور حاضر تک تفصیل سے تحاریک ختم نبوت کا تذکرہ کیا گیا۔ پورے اسلام میں داخل ہونے سے مراد عقائد، عبادات، اخلاق، معاشرت اور معاملات پر تفصیلی بحث نیز ثابت کیا گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کسی بھی شعبے پر کاربند نہ تھا۔ مکمل عقائد اسلام پر تفصیلی گفتگو کی گئی: توحید، رسالت، کتب سماوی، تقدیر، بعث بعد الموت پر تفصیلی بحث کی گئی۔ مذہب عیسائیت کے عقائد، صحابہ کرامؓ، سود کی حقیقت، عقیدہ حیات انبیاء کرام اور اثبات عذاب قبر، تقلید کی شرعی حیثیت، صحت حدیث، منکرین حدیث کے اشکالات، داڑھی اور پردہ کی شرعی حیثیت پر بھی تفصیلی گفتگو کی گئی۔ اختتامی تقریب میں خانقاہ دین پور شریف کے سجادہ نشین حضرت میاں مسعود احمد دین پوری دامت برکاتہم تشریف لائے اور آخری درس ارشاد فرمایا۔ آپ نے اختتام میں تمام سامعین کو پرزور انداز میں تلقین کی کہ مرتے دم تک تحفظ ختم نبوت کے کام سے لگے رہو، آپ نے فرمایا کہ اس وقت اگر کوئی جماعت ہے تو وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہے جو اکابر کی نگرانی میں پوری دنیا میں مصروف عمل ہے۔ ان کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خان پور کے نائب امیر مولانا عبدالکریم ندیم مدظلہ کا شاندار بیان ہوا اور پھر کورس کے شرکاء میں اسناد تقسیم کی گئیں۔ قاضی عزیز الرحمٰن امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان اور مولانا جلال الدین مدظلہ شریک رہے جبکہ خواتین جن کی تعداد پانچ سو کے قریب رہی ان میں بھی اسناد تقسیم کی گئیں۔ کورس کو کامیاب بنانے میں حضرت میاں مسعود احمد مدظلہ کی خصوصی توجہات اور مولانا خلیل الرحمٰن درخواستی، مولانا سیف اللہ درخواستی، مفتی حبیب الرحمٰن درخواستی، مولانا عبدالغفار تونسوی، مولانا جمیل اقبال دین پوری، مفتی محمد آصف، حافظ عمر انعام، عبدالمتین، محمد طیب محمود اور حافظ عبداللہ نے انتھک خدمت اور محنت کی۔ اب انشاء اللہ ۱۹ جون ۲۰۱۰ء سے رحیم یار خان مدرسہ جامعہ قادریہ میں کورس کا آغاز ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان مساعی کو قبول فرمائے اور ہمارے لئے باعث نجات بنائے۔ آمین۔

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

سالانہ ختم نبوت کانفرنس حیدرآباد

رپورٹ: مولانا محمد نذر عثمانی

حیدرآباد... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کی مقامی جماعت نے اس دفعہ سالانہ کانفرنس حیدر آباد کے قدیم علاقے پھلیلی پریٹ آباد میں کرانے کا فیصلہ فرمایا، کانفرنس کے سلسلے میں مقررین کے لئے رابطہ کیا مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمن جالندھری، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، ملک کے مشہور و معروف خطیب حضرت مولانا عبدالغفور حقانی سے وقت لیا گیا، کانفرنس نورالاسلام مسجد میں میرنی ٹاؤن پریٹ آباد میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے سلسلے میں پریٹ آباد پھلیلی کے ائمہ مساجد اور نوجوانوں نے خوب محنت کی ان نوجوانوں کی سربراہی بھائی محمد اقبال نے کی، کانفرنس کی تشہیر کے سلسلے میں اشتہارات بینر دعوت نامے کا کام بھائی محمد رفیق اللہ نے کیا۔ علماء کرام کو دفتر سے جلسہ گاہ لانے اور واپس پہنچانے کی ذمہ داری بھی انہی پر تھی۔ کانفرنس کی تیاری اور سرپرستی کرنے کے لئے ہمہ وقت مولانا محمد ایوب بندھانی، مولانا سیف الرحمٰن آرائیں، مولانا غلام محمد سومرو اور جمعیت علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا تاج محمد ناہیوں نے ساتھ دیا، مہمانوں کی ضیافت، اسٹیج، لائٹنگ ایکو ساؤنڈ سسٹم کی نگرانی اور پوری کانفرنس کا اہتمام جناب ڈاکٹر مولانا عبدالسلام قریشی امیر مجلس حیدرآباد نے فرمایا۔ بعد نماز عشا کانفرنس کا آغاز جناب مولانا قاری محمد اعظم کی تلاوت کلام پاک سے ہوا، پہلے مقرر جامعہ کریمہ کے استاذ حضرت مولانا عبدالرحیم بھٹی تھے نعت رسول مقبول کے لئے کراچی سے حافظ عبدالقادر تشریف لائے انہوں نے ایک سماں باندھ دیا حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کے بیان کے وقت حیدر آباد اور مضافات کے نامور علما کرام اسٹیج پر رونق افروز تھے، حضرت نے ۱۹۵۳ء میں شہدائے ختم نبوت کی قربانیوں اور عقیدہ ختم نبوت اور سیرت الرسولؐ پر خوب گفتگو فرمائی، آپ کے بیان کے دوران وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری تشریف لائے، بعد میں انہوں نے عقیدہ ختم نبوت اور سیرت الرسول پر عالمانہ بیان فرمایا انہوں نے کہا کہ نسبت رسولؐ کے بغیر سب کچھ نامکمل ہے ہماری نجات صرف اور صرف حضورؐ کی نسبت کی وجہ سے ہوگی، آپ کے بیان لاجواب میں جلسہ گاہ میں تل دھرنے کی بھی جگہ نہیں رہی، مسجد اور قریب میں مدرسہ جامعہ مدینہ اور اس کی راہداریاں سب عوام الناس سے بھرے ہوئے تھے قرب و جوار کے علما کرام نے بھی شرکت کی، حضرت جالندھری کے خطاب کے بعد کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد کا بیان ہوا، آخری مقرر حضرت مولانا عبدالغفور حقانی تھے، جنہوں نے ڈھائی گھنٹے خطاب فرمایا اور رات ساڑھے تین بجے کانفرنس کا اختتام ہوا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض حیدرآباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی نے سر انجام دیئے مولانا محمد علی صدیقی، حاجی کمال الدین، قاری محمد رفیق اللہ، بھائی محمد اقبال نے کانفرنس کامیاب بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔

سہ روزہ ختم نبوت تربیتی کورس

بہاول نگر... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاول نگر تحصیل چشتیاں کے زیراہتمام جامعہ سیدنا خالد بن ولیدؓ میں مہتمم مدرسہ مولانا قاری محمد اجمل مظہری مدظلہ کی سرپرستی میں ''ختم نبوت تربیتی کورس'' منعقد ہوا۔

۴/ جون کو نماز جمعہ کے بعد مبلغ ختم نبوت بہاول نگر مولانا محمد قاسم نے بیان کیا، نماز عشاء کے بعد جامع مسجد مدینہ بہاول نگر میں گستاخانہ خاکوں کے خلاف احتجاجی جلسہ ہوا، جس میں مولانا محمد انور، مولانا محمد اکرام اللہ عارفی، مولانا قاری بارک اللہ، مولانا شبیر احمد حسینی، مولانا محمد قاسم جبکہ آخری بیان شیخ الحدیث حضرت مولانا جلیل احمد اخون کا ہوا، علما کرام نے کہا کہ تحفظ ختم نبوت کے لئے ہر قسم کی قربانی دیں گے۔

۵/ جون بروز ہفتہ تربیتی کورس کی پہلی نشست میں مولانا محمد راشد مدنی مبلغ ختم نبوت رحیم یارخان نے بیان کیا، دوسری نشست بعد از ظہر منعقد ہوئی، جس میں مولانا محمد قاسم نے خطاب کیا۔ مغرب کے بعد تیسری نشست میں رد قادیانیت پر مدلل گفتگو کی اور مرزا کی کتابوں سے حوالہ جات پیش کئے۔

۶/ جون کو صبح کا درس مولانا محمد راشد مدنی کا چک نمبر ۷ے میں جبکہ مولانا محمد قاسم کا درس ۶۹ چک میں ہوا۔ کورس کے آخری روز مبلغین نے شرکائے کورس کو قادیانیت کے سلسلہ میں اہم نکات املا کروائے۔ اختتامی دعا استاد العلما حضرت مولانا محمد صدیق مدظلہ مہتمم جامعہ رشیدیہ ہارون آباد نے کرائی۔ سہ روزہ کورس میں عقیدہ ختم نبوت، حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام، ظہور مہدی علیہ الرضوان، حقانیت اسلام، سیرت مرزا، الہامات مرزا، کذبات مرزا، تحریف قرآن اور مرزا قادیانی کی پیش گوئیوں پر سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ الحمدللہ! قریبی دیہات سے کافی تعداد میں مسلمان جمع ہوئے، اللہ تعالیٰ کورس کو مسلمانوں کے لئے نافع بنائے۔ آمین۔

مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کا دورۂ اندرون سندھ

میر پور خاص (رپورٹ: ابوارسلان) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ چھ دن کے دورہ پر اندرون سندھ تشریف لائے اور مختلف مقامات پر ختم نبوت کانفرنس سے خطاب فرمایا، آپ کے ساتھ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مولانا قاضی احسان احمد بھی تھے۔ مولانا جالندھری نے جن مقامات پر خطاب فرمایا ان میں: میر پور خاص، کنری، ڈگری، ٹنڈو الہیار، گولارچی، حیدرآباد اور کراچی شامل ہیں۔

حضرت ناظم اعلیٰ تیز گام سے حیدرآباد پہنچے سب سے پہلا پروگرام میر پور خاص میں ۱۹/مئی بروز بدھ مدینہ مسجد شاہی بازار میں ہوا، جس میں حضرت ناظم اعلیٰ کے علاوہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاری کامران احمد، مولانا محمد نذر عثمانی نے خطاب فرمایا اور تلاوت قاری احسان اللہ، نعت حسن برادران اور حافظ عطاء اللہ خان نے پیش کی، پروگرام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی مولانا شبیر احمد کرنالوی، مولانا حفیظ الرحمٰن فیض، مولانا مفتی مسعود احمد، مولانا محمد عبداللہ کی نگرانی میں ہوا۔ حضرت ناظم اعلیٰ کے میزبان منظور احمد آرائیں تھے۔

دوسرا پروگرام: ۲۰/مئی کنری میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی کنری کے احباب نے اس کا انتظام کیا تھا۔ کانفرنس سے حضرت ناظم اعلیٰ کے علاوہ مولانا تنویر الحق تھانوی، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا اسد اللہ حیدری، مولانا محمد عبداللہ سندھی نے خطاب فرمایا۔ کانفرنس کی نگرانی مولانا محمد نذر عثمانی اور صدارت محمد اقبال آرائیں کی تھی۔ کانفرنس سے ضلع عمر کوٹ سے بہت سے حضرات شریک ہوئے، بعد نماز عشاء سے صبح تین بجے تک پروگرام رہا، آخری خطاب مولانا قاضی احسان احمد کا ہوا اور مولانا محمد علی صدیقی کی دعا پر پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ جناب محمد اقبال، محمد ناصر، محمد سہیل، حافظ ذیشان، محمد اقبال، چوہدری محمد عمران، محمد سلمان اپنے تمام رفقا کرام کے ہمراہ کانفرنس کو کامیاب بنانے میں کئی دن لگے رہے۔

تیسرا پروگرام: ۲۱/مئی جمعہ کا دن تھا، اس لئے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جمعہ مسجد صدیقیہ نوکوٹ میں قاری عبدالستار کے ہاں اور مولانا قاضی احسان احمد نے جھڈو مدنی مسجد میں حافظ محمد شریف کے ہاں، حضرت ناظم اعلیٰ نے ڈگری مسجد اشاعت والقرآن میں اور مولانا محمد علی صدیقی نے ہنومہالو میں جمعہ کے بیانات کئے۔ یہاں سے قافلہ ختم نبوت دو طرف روانہ ہوگیا۔ حضرت ناظم اعلیٰ بعد نماز جمعہ سنیچر چانگ مدرسہ ختم نبوت کا معائنہ کرتے ہوئے ٹنڈو الہیار تشریف لے گئے، جہاں ٹنڈو الہیار میں ختم نبوت کانفرنس سے خطاب فرمایا، آپ کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی، مولانا احمد علی عباسی، مولانا عبدالغفور حقانی نے خطاب فرمایا۔

اور اسی دن دوسرا پروگرام گولارچی میں ہوا جس میں مولانا قاضی احسان احمد، مولانا اسداللہ کھوزو، مولانا عبداللہ سندھی، مولانا گل حسن زیور، حافظ محمد عروہ صدیقی، حافظ محمد طیب نے خطاب فرمایا۔ کانفرنس کا انتظام مولانا محمد یونس صاحب مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بدین نے اپنے رفیق خصوصی حکیم مولوی محمد عاشق نقشبندی کے ہمراہ کیا اور کانفرنس کو کامیاب بنانے میں دن رات ایک کی۔ کانفرنس مغرب کے بعد شروع ہو کر رات ۲ بجے اختتام پذیر ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت مولانا مفتی نذیر احمد نے کی اور نظامت مولانا محمد علی صدیقی نے کی۔ کانفرنس سے آخری خطاب لاجواب مولانا قاضی احسان احمد کا ہوا۔ ان پروگراموں کے علاوہ حضرت ناظم اعلیٰ نے حیدرآباد ختم نبوت کانفرنسوں سے خطاب فرمایا۔

حضرت خواجہ صاحبؒ عالمی سطح کے رہنما اور بزرگ تھے

جمعیت علمائے اسلام ضلع سبی کے امیر مولانا عطاء اللہ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع سبی کے امیر حاجی محمد داؤد رند، مولانا عبدالحمید مستوئی، مولانا تاج محمد، مولانا عبداللطیف، قاضی احسان اللہ، قاری عبدالرحمٰن، مولانا عبدالحی، حسین احمد رند، حافظ محمد یعقوب، حافظ محمد حسن، مولوی عبدالغفار، مولوی ریاض الدین، قاری سراج الدین، مفتی عطاء اللہ کھوسہ، حاجی محمد ارباب، مولانا عبدالحکیم، عیسیٰ خان ابڑو، عبدالحلیم ابڑو، محمد یونس ابڑو، حافظ نذیر احمد ابڑو، مولانا عبدالکریم شاکر، حافظ عبدالقدیر، عبدالحکیم گرانی، عبدالخالق شاکر، مولوی عبدالماجد، حکیم محمد اکبر رند، غلام محمد جھگ اور مولوی محمد قاسم مستوئی و دیگر اراکین نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر اور جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے سرپرست، خانقاہ کندیاں شریف سجادہ نشین حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے انتقال پر گہرے غم ورنج کا اظہار کیا ہے اور کہا کہ حضرت کے انتقال پر پورا عالم اسلام سوگوار ہے، کیونکہ حضرت خواجہ خان محمدؒ عالمی سطح کے راہنما و بزرگ تھے اور انہوں نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اپنی پوری زندگی وقف کر رکھی تھی اللہ تعالیٰ حضرتؒ کے سوگوار اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔ ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد۔

وما توفیقی الا باللہ

لا نبی بعدی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے
مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

مقام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

نامور علماء ومناظرین و
ماہرینِ فن لیکچر دیں گے
اِنشاءاللہ

سالانہ

ردقادیانیت وعیسائیت کورس

زیرِ سرپرستی

حکیم العصر محدث دوراں
وارثِ کامل مخدوم العلماء
حضرت اقدس
مولانا **عبدالمجید** لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم
شیخ الحدیث
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

استاذ المحدثین
حضرت مولانا
ڈاکٹر **عبدالرزاق اسکندر** صاحب دامت برکاتہم
نائب امیر مرکزیہ

بتاریخ
5 شعبان ۱۴۳۱ھ
بمطابق
17 جولائی 2010

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

درخواستوں کیلئے پتہ

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ◎ چناب نگر ضلع چنیوٹ

چناب نگر: 047-6212611

ملتان: 061-4783486